1296

Acc No - 1296

1296

یا حافظ و ناصر

سنہ ۱۳۴۷

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

ضیائیہ

J. & K. ... LIBRARY
Acc. No
Date of Purchase
Price
SRINAGAR.

گذارنیدہ

سید سردار علی ساغر قادری الرفاعی

اور سیر آرائش بلدہ

معین دکن پریس

تعداد (۲۲۵)

یا حافظ و ناصر

۱۳۴۷ھ

دیباچہ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ اجمعین الی یوم الدین رضوان اللہ عنہم اجمعین

بِلّٰہِ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ✻ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

ناظرین باتمکین کو یاد ہوگا کہ ۱۳۴۵ھ میں اس احقر نے مرحوم کے اعزہ و احباب کے اصرار پر اپنے ذاتی مصارف سے ایک گلدستہ موسوم بہ یادگار نیر طبع کروا کر نذر ناظرین کیا تھا اور یہ وعدہ بھی تھا کہ زندگی وفا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مرحوم کا پورا کلام طبع کرا کے پیشکش کیا جائیگا۔ بحمد اللہ آج وہ وعدہ پورا ہوا۔ اس کلیات کا نام مرحوم کے تخلص کے اعتبار و مناسبت سے کمترین نے (ضیائے نیر) رکھا گیا ہے۔ کلیات کے قبل ایک ضمیمہ اضافہ کیا گیا ہے جسمیں مرحوم اور مرحوم کے خاندانی مختصر حالات محض اپنے ذاتی معلومات اور واقفیت کی بناء پر حتی الامکان صحت و تصدیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور اسکے اختتام پر قطعات تاریخ وفات مغفور جو کچھ نیاز مند کو دستیاب ہوئے ترقیم کئے گئے ہیں۔

کتاب ہذا کے آغاز میں صفحہ (۱ تا ۱۶) تک خود مرحوم کے کلام سے منتخب کی ہوئی حمد۔ مناجات۔ نعت سلام منقبت ہے اور صفحہ (۱۶ تا ۵۷) تک غزلیات ردیف وار ترتیب دیگئی ہیں باعتبار حروف تہجی گویا یہ مرحوم کا مکمل دیوان ہے اور اسکے آخر میں ترتیب وار مختلف اشعار مخمس و سہرے و رباعیات کا اندراج کیا گیا ہے اور سب کے آخر میں جن جن عنایت فرماؤں نے طبع دیوان کی تاریخیں عنایت فرمائی ہیں مندرج کیگئی ہیں نیز اس مرتبہ دیوان کی طباعت صحت کے ساتھ ہونیکی حتی الوسع کوشش کیگئی ہے اور کاپی کی صحت میں جناب مولوی مرزا غلام حسین بیگ صاحب قادری المتخلص سہیل جو مرحوم کے دوست ہیں پورا حصہ بوجہ ناسازی مزاج احقر لیا ہے جن کا میں تہ دل سے مشکور ہوں اسپر بھی کوئی غلطی یا سہو کتابت یا فرو گذاشت ہوگئی ہو تو معزز ناظرین بمقتضائے بشریت تصور عفو فرمائیں۔

پہلے بھی عرض کیا گیا تھا کہ مرحوم کا کلام غیر اصلاح ہے جیسا کہ مرحوم کے بعض اشعار سے ظاہر ہے پھر بھی مجھے یقین ہے کہ ناظرین کرام انکی نازک خیالی مضمون آفرینی کی داد دئے بغیر نہیں رہینگے۔ جہاں کہیں مرحوم کے کلام سے آپ حضرات لطف اندوز ہوں تو مرحوم کے لئے دعائے مغفرت بھی فرمائیں۔ اس دیوان کے تمام مصارف مرحوم کی ہمشیرہ صاحبہ کے عنایت فرمودہ ہیں تاکہ ایک ایک جلد مرحوم کے ہر ایک مخلص و عزیز کو بطور یادگار نذر کیجائے

الملتمس احقر العباد حکیم سیدی مظفر الدین خان ظفر قادری الرفاعی نبیرہ رعد جنگ بخشی مغفور

تلمیذ حضرت مولانا مولوی مرزا حشمت علی بیگ صاحب نقشبندی قادری رحم

المتخلص بہ افسر حیدرآبادی

هو القدیر

۷۸۶
۹۲

ARSHI LIBRARY Nampally, Hyd-A. P.
کتب خانہ عرشی نامپلی حیدرآباد

مولوی محمد رحیم اللہ خاں صاحب قادری الرفاعی المتخلص شاعر اختر حیدرآبادی

آپ کے پدر بزرگوار مغفور کا نام نامی مولوی قاری محمد عبد القادر خاں صاحب ہے اور آپ مولوی حاجی قاری محمد بہادر خاں صاحب قافلہ سالار حجاج سرکار عالی کے پوتے ہیں۔ اور آپ کے جد اعلیٰ مولوی محمد یسین خاں صاحب بہادر امین ابراہیم پٹن ضلع میدک تھے۔ بعہد حضرت مغفرت منزل (نواب سکندر جاہ بہادر) وارد بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہوئے۔ بوجہ کارنمائی و بہ اظہار جوش شجاعت ولیاقت و شرافت کمال درجہ عزت و شہرت آپ نے پیدا کیا اور خصوصاً کھرڈلہ کی لڑائی میں آپ نے ایسی شجاعت میدان کارزار میں دکھلائی جس سے حضرت مغفرت منزل بہت خوش ہوئے اور اسی صلہ میں آپ کے اعزاز و منصب میں اضافہ فرمایا۔ آپ ذات کے شیخ تھے مگر اعزاز خاندانی کے اعتبار سے آپ کی اولاد پر خطاب خانی چلا آرہا ہے۔

۲ مولوی محمد رحیم اللہ خاں صاحب کا نام پہلے محمد روح اللہ خاں صاحب تھا۔ مگر حضرت سید شاہ سراج الدین صاحب قادری قدس سرہ العزیز کے ارشاد پر آپ کا نام آپ کے والد بزرگوار نے تبدیل فرمایا آپ اپنا پہلے اختر تخلص فرماتے تھے۔ مگر بعد حضرت شاہ حجاج عاشق رسول عالیجناب حضرت مولانا مولوی شاہ محمد عبد القدیر صاحب قادری قبلہ بدایونی کے حکم پر آپ نے اپنا نیر تخلص رکھا ملاحظہ ہو رباعی مرحوم

رباعی

ہے فضل خدا تجھ پہ سخنور ہے تو
لے آج نصیب کا سکندر ہے تو
ہوتا ہے یہ ارشاد شہ عبد قدیر (قبلہ و کعبہ مدظلہ العالی)
اختر تو نہیں آج سے نیر ہے تو

۳ آپ غرۂ شعبان المعظم ۱۳۲۴ھ بروز دوشنبہ بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہی میں تولد ہوئے جب آپ تین ماہ کے ہوئے تو آپ کی والدہ صاحبہ ماجدہ فردوس بریں کا سفر فرمایا۔ آپ کی نانی صاحبہ نے آپ کی پرورش کی آپ کے پدر بزرگوار نے بعد تسمیہ خوانی آپ کو بغرض تعلیم حضرت سید شاہ سراج الدین صاحب قادری رح کی خدمت فیضدرجت میں لیجا کر حضرت معز کو آپ کا محافظ و معاون بنایا۔ آپ ۱۳۳۳ھ تک حضرت معز کی خدمت گرامی میں رہکر قرآن پاک اور کتب دینیات سے بہرہ اندوز ہوئے۔ جب معلم موصوف کا وصال ہو گیا تو آپ کے والد محترم نے آپ کو مدرسہ نظامیہ واقع شبلی گنج میں شریک فرما دیا۔ اس لئے کہ آپ کے پدر محتشم بھی وہاں کے مدرس تھے آپ کی نگرانی آسانی سے فرما سکتے تھے آپ بچپن ہی سے ذہین و ہوشیار تھے اور شوق و رغبت سے پڑھتے تھے چنانچہ ۱۳۳۷ھ میں آپ نے

رشدیہ کی تعلیم ختم فرمائی۔

۴ بتاریخ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ یوم جمعہ بعارضہ انفلوئنزا آپ کے والد بزرگوار خلد بریں کا سفر فرمایا۔ اور اپنے صاحبزادہ کو اپنے داماد (مولوی سید سردار علی صاحب قادری الرفاعی ڈرائنگ ماسٹر و انجنیر) کی کفالت میں چھوڑ دیا آپ تا دم زیست اپنے بہنوئی صاحب کے ہاں مقیم رہے اور اپنے بہن بہنوئی صاحب کے تابع فرمان رہے۔ جب آپ کے بہنوئی صاحب نے آپ کا رجحان انگلش کی طرف دیکھا تو نارمل اسکول میں داخل فرمادیا۔ اور آپ کی تعلیم و تربیت میں مثل اولاد کے نگرانکار رہے

۵ آپ کو تعلیم سے از حد دلچسپی تھی جب تک نارمل اسکول میں رہے اپنی جماعت کے مانیٹر یا سکنڈ مانیٹر (خلیفہ اول یا دوم) رہے چنانچہ جب سالانہ امتحان ہوتا تو آپ جماعت میں اول یا دوم نکلتے تھے جس کے صلہ میں آپ کو متعدد مرتبہ انعامات مختلف اسکولوں سے ملتے رہے۔ آپ کے بہنوئی صاحب نے آپ کی تعلیم کی عمدہ کارگذاری دیکھکر آپ کے صدر مدرس صاحب سے آپ کے وظیفہ کے لئے سفارش کی تو ہیڈ ماسٹر صاحب نے آپ کی محنت و کوشش و نیک چلنی اور شرافت کو مدنظر رکھکر دس روپیہ ماہانہ کا وظیفہ مقرر فرمایا۔ ۱۳۳۹ھ میں آپ کے بہنوئی صاحب کا بہ ترقی سررشتہ تعلیمات سے سررشتہ آرائش بلدہ میں تبادلہ ہوا۔ اس عرصہ میں صاحب موصوف کو فارسی اور عربی کی تکمیل کا شوق ہوا چنانچہ آپ نے منشی فاضل مدرسہ کا کورس ختم فرمایا۔

۶ ۱۳۴۱ھ میں آپ کو بیعت کا شوق ہوا۔ آپ نے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قطب الاقطاب فرد الافراد عارف باللہ محو فی ذات اللہ حضرت مولانا مولوی حافظ سید احمد حسین صاحب قبلہ

الرفاعی المدنی کے دست مبارک پر بیعت فرمائی۔ جب حضرت مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور وہاں ہی قیام فرمایا تو آپ نے دوبارہ پیر کامل ناقصان رہنمائے کاملان بدر کامل فلک توحید مہر عالیجناب گلِ گلزار چمن وحدت پادشاہ طریقت سلطان معرفت مولانا مولوی و حاجی حضرت شاہ محمد عبدالقدیر صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے دست فیض پر بیعت کی اور قادریہ سلسلہ میں داخل ہوئے چنانچہ مرحوم نے اپنی رباعی میں تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو رباعیات میں۔

۷ کا حلیہ:۔ میانہ قد۔ گندمی رنگ۔ کشادہ پیشانی۔ بلند بینی۔ فربہ اندام چشم میگون و پر خمار۔ خوش رو خوش وضع۔

۸ خصائل و عادات:۔ آپ سلیم الطبع۔ کم سخن حلیم۔ سادہ مزاج ذی مروت امانت دار مستعد و جفاکش سنجیدہ مزاج سخن سنج باریک بین تھے۔ آپ ہر کسی سے ملائمت سے گفتگو فرماتے تھے اور آپ کی گفتگو فصیح و بلیغ ہوا کرتی تھی آپ پاک اور سفید و سادہ لباس اور شیرین غذا کو رغبت سے پسند فرماتے تھے۔ آپکا شاعری کی طرف زیادہ میلان تھا۔ افسوس کہ آپ نے اس قدر کمسنی میں انتقال فرمایا کہ آپ کا کلیات نا مکمل رہا۔ آپ کو اصلاح سخن کا بھی بہت ہی خیال تھا مگر یہ خیال وقوع میں نہ آیا تھا کہ چل بسے۔ آپ کا کلام بلا اصلاح ہی پر لطف ہے جو بلا قیمت ہدیہ ناظرین ہے

۹ آپ کو بزرگان دین کی مزارات کی زیارتوں کا بہت ہی اشتیاق رہتا تھا چنانچہ ایک دفعہ اس احقر العباد کی معمولی تشویش پر آپ نے چھ گھنٹہ کے اندر اجمیر شریف چلنے کی تیاری فرمائی۔ مرحوم کی نیک نیتی کے باعث بحمد اللہ خیال تکمیل کو پہونچا۔ (زیارت اجمیر شریف سے ہم دونوں مشرف ہوئے۔)

ف ۱۰ اپنی عمر میں ایک مرتبہ گلبرگہ شریف بھی تشریف لیجاکر تمام اولیاء کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ بلدہ وحوالی بلدہ کے تمام اولیاء اللہ کی مزارات کے زائر تھے۔ آپ کو مدینہ منورہ کے سفر کا بڑا ہی خیال تھا۔

ف ۱۱ جود وسخا آپ کی عادت تھی۔ اور مہمان نوازی میں بھی آپ بے مثل تھے غریبوں اور مسافروں کی حتی المقدور خدمت فرماتے تھے۔ آپ کو عالموں اور بزرگوں کی صحبت سے زیادہ رغبت تھی۔ آپ دوست احباب کی محفل کے چراغ تھے۔ دوستوں سے ہمیشہ انوکھی طرز ولہجہ میں ظرافت آمیز ایسی گفتگو فرماتے تھے تمام محفل بے ساختہ ہنس پڑتی کہ آپ اپنے افکار کو کبھی کسی سے ظاہر نہ فرماتے تھے۔ اور بغیر مشورہ کے کوئی کام نہیں فرماتے تھے۔ کاتب الحروف سے کوئی راز پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔ آپ اپنے انتقال سے ایک سال قبل واقف ہو چکے تھے۔ چنانچہ اس کمترین سے آپ نے کئی بار فرمایا اور اسی لئے آپ اپنی آخری عمر میں پہلے سے بڑھکر ذاکر وشاغل پرہیز گار ومتقی وشب بیدار ہو گئے تھے۔ صوم وصلواۃ کے آپ نہایت ہی پابند تھے۔

ف ۱۲ معاش آپ کو پائیگاہ خورشید جاہی سے وظیفہ تعلیمی پچیس (۲۵) روپیہ اور محلات مبارک سے دس روپیہ بطور منصب ملتے تھے۔

ف ۱۳ انتقال۔ بتاریخ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ یوم چہارشنبہ بعارضہ ڈبل نمونیا آپ دار القضاء سے راہی جہان ہوئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ کے بہنوئی صاحب بوجہ انس اپنے ہمراہ واقع بیرون یاقوت پورہ موسومہ تکیہ حضرت پیر شاہ صاحب قدس سرہٗ میں دفن کئے جو شہر سے ملحق ہے۔ آپ اپنے

حسن نیت سے دو بزرگوں کی مزاروں کے درمیان مدفون ہوئے جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:-
سیدھے طرف حضرت مولانا ہلال شاہ صاحب قبلہ قدسرہ کا مزار پاک ہے دوسرے رخ پر حضرت نعمت اللہ شاہ صاحب قبلہ رح کا مزار مبارک ہے۔ آپکا مقبرہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے زر کثیر خرچ کر کے تیار کروائے ہیں اور آپ کی تربت کے اطراف جالی لگائی گئی ہے۔ آپ کی قبر پہ کتبہ تاریخ نصب کیا گیا ہے جو مولوی مرزا حشمت علی بیگ صاحب قادری رقم المتخلص افسر کا نتیجہ فکر ہے بغرض ملاحظہ حسب ذیل تحریر کیا جاتا ہے:-

قطعہ تاریخ

در وفات حسرت آیات مولوی محمد رحیم اللہ خاں صاحب قادری الرفاعی حیدرآبادی

چہارشنبہ سولہویں تاریخ کو رمضان کی ۔۔۔ ہوگئی جان رحیم اللہ خاں نذر اجل
پوچھا افسر نے سن رحلت تو رضواں نے کہا ۔۔۔ اب جناں میں ہیں رحیم اللہ خاں زیب محل

۱۳۴۴ھ

دیگر قطعات تاریخ وفات مرحوم

نتیجہ فکر محمد عبد العلیم خاں صاحب بیان تلمیذ حضرت داغ دہلوی

نیرے را کہ سپرد ند بخاک ۔۔۔ چہ کنم نسبت مہر تاب بیان
سن ترحیل نوشتم فضلی ۔۔۔ نوجوان مرد رحیم اللہ خاں

۱۳۳۵ف

سے مراد مولوی سید سردار علیصاحب ساغرؔ

دیگر

چون از ۳۴ ہشدار مرگ او شنیدم | کہ پنہاں گشت زیر خاک آں ماہ
من از دل یافتم تاریخ فصلی | رحیم اللہ خاں نیرؔ جوان آہ

۱۳۰۱
۳۴
۱۳۳۵ف

دیگر

نہ چھوڑا البت ۲۱ ویکسالہ جوان کو | اجل کے ظلم کی کچھ حد نہیں ہے
بیاںؔ تھی مجھکو فکر سال فصلی | کہ ایسا کام فرض اولین ہے
یہ بولی بڑھ کے خود مرحوم کی عمر | رحیم اللہ خاں زیر زمین ہے

۱۳۱۴
۲۱
۱۳۳۵ف

دیگر

تھا ابھی تو شباب نیرؔ کا | اے اجل تونے کچھ کیا نہ خیال
خاک میں ہے وہ چاند سی صورت | کیوں عزیزوں کو ہو نہ رنج و ملال
فکر تاریخ تھی بیاںؔ مجھ کو | تھا مگر ساتھ ساتھ غم بھی کمال

آئیں چاروں طرف سے آوازیں
دو "ہائے نیرؔ جوان" لکھدے سال

۱۳۳۶ کو
۴ سے ضرب دو | ۱۳۴۴ ہجری

راقم الحروف حکیم سید مظفر الدین خان ظفر قادری الرفاعی نبیرۂ عمدہ جنگ بخشی مرحوم

نمبر سلسلہ (۱)

حمد باری تعالیٰ

تعداد اشعار (۹)

اے خدائے انس و جان کب ہو تری مجھ سے ثنا
ہو شراب عشق سے تیرے مرے دل میں سرور

ایک تیرے نقطۂ کُن ہی کا ہے یہ سارا ظہور
ہے قصور اپنا ہی گر جانے نہ تجھکو اے خدا

رات کی پیدا پئے آرام تو نے اے کریم
العرض بندوں پہ تیری مہربانی ہے مدام

جتنی کچھ مخلوق ہے یا ربّ بالائے زمین
روح میرے تن سے جب ہوگی خدا وندا جدا

بندۂ ناچیز میں تو خالق ارض و سما
اک ذرا بھی تیری الفت ہو نہ میرے دل سے دور

کس کا منہ ہے جو کرے تیری صفت رب غفور
اپنی وحدت جاننے کو عقل دی تو نے خدا

اور دن پیدا کیا دھندوں کی خاطر اے رحیم
ہم ترے بندے تو خالق ہے ہمارا لا کلام

رزق دیتا ہے تو ہی رزاقِ مطلق بالیقین
المدد یا غوث اعظم دل سے بس نکلے صدا

نیّر عاجز سے کیونکر حمد ہو تیری ادا
بخشدے کل حشر میں اسکو یہ ہے تجھ سے دعا

(۲)

مناجات

(۱۴)

یا خدا تو معاف کر میری خطا
دین و دنیا میں تو رکھ با آبرو

پنج وقتہ کے نمازیں کر قبول
اپنی الفت کا پلادے ایک جام

عشق دے مجھ کو نبی پاک کا

از طفیل احمد خیر الورا
یا خدا اتنی ہے میری آرزو

ہوں مقاصد سب کے سب بر آ جھول

از طفیل سید خیر الانام
حضرت صدیق کا فاروق کا

عشق دے عثمان ذی نورین رضؓ کا
الفت غوث الوریٰ کر تو عطا
اہل دین جو کچھ مرے ہیں بخشدے
بخشدے جنت میں داخل کر کریم
دشمنوں کے شر سے اے خالق بچا
تو بچا شیطان کے شر سے غفور
تندرستی دے خدا احباب کو
امتحان میں سرخرو رکھ اب کے سال

اور علی رضؓ کا فاطمہ رضؓ کا ماسوا
یا خدا اتنی ہے تجھ سے التجا
مادر و پدر و اقارب بخشدے
رحم کر بس ان پہ رحمن الرحیم
جز تیرے کوئی نہیں ہے آسرا
معاف کر میرے گناہیں اور قصور
ساتھ ایمان کے اٹھا احباب کو
از طفیل احمد و الا کمال

ہو گئیں اختر دعائیں سب قبول
توبہ کر لو مت رہو ہردم ملول

(۳) نعت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم (۵)

آتا ہے ہر اک شے میں نظر روئے محمدؐ
ہو حاجت مصحف مجھے کس واسطے زاہد
ہرگز نہ پریشان رہوں گا سر محشر
صدیق رضؓ و عمر رضؓ حضرت عثمان رضؓ و علی رضؓ بس

آتی ہے ہر اک گل سے مجھے بوئے محمدؐ
ہے آٹھ پہر پیش نظر روئے محمدؐ
کافی ہے مجھے الفت گیسوئے محمدؐ
تھے چار یہی قوت بازوئے محمدؐ

نیر کی تمنا ہے یہی اے میرے مولا
آجائے نظر خواب میں بس روئے محمدؐ

دیگر

تم اپنے روئے روشن کو دکھانا یارسول اللہ
یہ دل کو آئینہ خانہ بنانا یارسول اللہ

تیرے کوچہ کے آگے ہیچ ہے یہ باغ رضوان بھی
ترا کوچہ کچھ ایسا ہے سہانا یارسول اللہ

نہ آؤں آپ میں ایسا رہوں مدہوش و مستانہ
کچھ ایسا جام الفت کا پلانا یارسول اللہ

نہیں ہے حد کوئی مولا مرے میرے گناہوں کی
جہنم کے مصائب سے بچانا یارسول اللہ

تصور آپ کا آتا ہے جب بیچین ہوتا ہوں
بہر صورت مجھے صورت دکھانا یارسول اللہ

تمہارے ہجر کا صدمہ سہا جاتا نہیں مجھ سے
تم اپنے در پہ فیضؔ کو بلانا یارسول اللہ

سلام

(۵) (۵)

آپ کی تلوار میں حیدرؓ کا جوہر دیکھکر
کانپتے ڈرتے تھے چھپتے تھے ستمگر دیکھکر

آپ نے میداں میں اگر جو کھینچے ذوالفقار
ڈر گئے اعدائے دین شمشیر حیدرؓ دیکھکر

آپ کا وہ حسن تھا وہ رنگ تھا نام خدا
ہوگئے سب چاند سے چہرے کو ششدر دیکھکر

میں پکڑ کر دامن حیدرؓ رکھوں گا حشر میں
اس قدر انجان کیوں ساقی کوثر دیکھکر

آتش دوزخ کا نیر خوف کیا روز جزا
بخشدیں گے دل میں میرے حب حیدرؓ دیکھکر

دیگر

(٦) (۵)

ہم کہاں جاتے ہیں اب دامان حیدرؓ چھوڑکر
کس کے در پر جائیں گے ہم آپکا در چھوڑ کر

جب میں انکا ہوں تو میری طرح سے لاج ہے
لاشۂ شبرؓ پہ یہ رو کر کہا شبیرؓ نے
لاشۂ اصغرؓ پہ بانو نے کہی بھر بیٹھ کر
ہائے اس دنیا میں پل بھر کا نہیں ہے اعتبار

جائیں گے جنت میں کیا آل پیمبر چھوڑ کر
ہائے اب تم بھی چلے مجھکو برادر چھوڑ کر
اٹھو تنہا جاتے ہو کیوں مجھکو اصغرؓ چھوڑ کر
جلد یا دنیا سے دیکھو سب کو نیر چھوڑ کر

دیگر منقبت

(۷) (۶۱)

خدا جب آپ کرتا ہے جو مدحت غوث اعظمؓ کی
کل اسکی حشر میں بخشش ہے اسکے حق میں جنت ہے
نبوت ان پہ آخر ہے ولایت ختم ہے ان پر
مجھے کہنا کا ہے محشر کا نہ ڈر ہے وقت آخر کا
کہ ہوں میں سلسلہ میں آپکے کیا ڈر ہے دوزخ کا
وہی جائینگے اے نیر بروز حشر جنت میں

تو بندوں سے ادا کب ہوگی عظمت غوث اعظمؓ کی
کہ جسکے دلمیں ہو تھوڑی سی الفت غوث اعظمؓ کی
نبی سے ملتی جلتی ہے کچھ عظمت غوث اعظمؓ کی
خدا کا فضل ہے حاصل ہے بیعت غوث اعظمؓ کی
مجھے کافی ہے اتنی سی حمایت غوث اعظمؓ کی
کہ جو کرتے ہیں روز و شب اطاعت غوث اعظمؓ کی

دیگر

(۸) (۱۴)

قلم کی یہ کہاں مقدور یا محبوب سبحانیؓ
عجب متوالی آنکھیں ہیں عجب ہے موہنی صورت
شب فرقت میں میرا کوئی مونس ہے نہ ہمدم ہے
ہیں آنکھیں صورت موسیٰ کی پھر مشتاق مدت سے
ادھر سنئے کہ میری لاج رکھنا دین و دنیا میں

تمنا جو کر سکے مسطور یا محبوب سبحانیؓ
نگاہ دشمناں بدور یا محبوب سبحانیؓ
کہ میں ہوں یا شب دیجور یا محبوب سبحانیؓ
دکھا دو چہرۂ پرنور یا محبوب سبحانیؓ
ہوں خادم آپکا مشہور یا محبوب سبحانیؓ

جوانی جا رہی ہے اور پیری آئی ہنوالی ہے
بہلا صدہو نہ پہ صدمے آپکی فرقت میں روز و شب
پلا دیجئے کچھ ایسا جام الفت دست والا سے
وہ دن آئیں انا الحق کہکے میں بھی دار پر آؤں
یہ آہیں و لسے کبتک آرزوئے دید میں نکلیں
کہوں کیا میں کہ مژگاں کے تصور میں دل میرا
وہ دن آئیں کہ صدقے سے ہی بس نکلجائیں
میری اس وصل کی درخواست پر تکلف مبارک سے
تمہارے جلوۂ پر نور کے تھوڑے سے پر تو کا

رہوں آخر میں کبتک دور یا محبوب سبحانی رضہ
سہے کبتک دل رنجور یا محبوب سبحانی رضہ
رہوں میں تا ابد مخمور یا محبوب سبحانی رضہ
برنگ حضرت منصورؒ یا محبوب سبحانی رضہ
بسان شعلہ ہائے طور یا محبوب سبحانی رضہ
ہے مثل خانۂ زنبور یا محبوب سبحانی رضہ
تمنائے دل رنجور یا محبوب سبحانی رضہ
فقط لکھدیجئے منظور یا محبوب سبحانی رضہ
ہے طالب انبی مہجور یا محبوب سبحانی رضہ

دیگر

(۹)

مطلع

ہے مردوں کو مسیحا اور مجروحوں کو مرہم ہے
نہ مجھکو مال و دولت کا الم ہے اور نہ کچھ غم ہے
محبت پیر کی دلمیں ہے سودا غوث کا سر میں
تمہارے ہجر میں یا غوث یاں تک حال پہونچا ہے
کلیسا کو نہ جاؤں اور نہ جاؤں ہو لگز کاشی
نہ ہو جس دلمیں حب پیر وہ جلجائے تو بہتر
تجھے کیا فکر محشر کی تجھے کیا خوف پرسش کا
فکر کیا آب کوثر کی خطر کیا نار دوزخ کا

(۷)

مطلع ثانی

تمہارا نام بھی یا غوث اعظم اسم اعظم ہے
جدا ہوں غوث اعظم سے مجھے اتنا ہی ماتم ہے
بحمد اللہ میری آنکھ ہجر پیر میں نم ہے
دکھادو یک جھلک رخ کی میری آنکھوں میں ابدم ہے
زیارت سب سے پہلے غوث اعظم کی مقدم ہے
محبت غوث کی دلمیں دلا سب سے مقدم ہے
ترے پلہ پہ نبی جب جناب غوث اعظم ہے

الیضاً

دیگر

(۱۰) (۵)

اب کیجئے مدد اور لیجئے خبر یا خواجہ ہند غریب النواز
ہیں آپ کہاں اور ہیں ہم کدھر یا خواجہ ہند غریب النواز

محصور کئے ہیں افواج نے رنج اور الم کی کیجئے مدد
ہو میری یہاں کسطرح بسر یا خواجہ ہند غریب النواز

بنجائے ابھی ادنی اعلیٰ ہوئے ابھی قطرہ دریا
پڑجائے تری گر اتنی نظر یا خواجہ ہند غریب النواز

وہ چاند سی صورت تیری ہے وہ موہنی مورت تیری ہے
یہ دل ہے فدا اور نذر ہے سر یا خواجہ ہند غریب النواز

نبی کی خبر لینا شاہا اجمیر بلا لینا شاہا
فرقت میں پڑا ہے خجستہ جگر یا خواجہ ہند غریب النواز

غزلیات

ردیف الف

مطلع

(۱۱) (۱۰)

مرے پہلو سے مرا دل ہائے کیا جاتا رہا
سچ تو یہ ہے مرنے جینے کا مزا جاتا رہا

ثانی

انکو آتے دیکھ کر سارا گلہ جاتا رہا
ان سے ملتے ہی یہ دردِ لا دوا جاتا رہا

اور ہی کچھ لطف تھا جب یار ہم آغوش تھا
وائے ناکامی کہ بر سے دلربا جاتا رہا

میرے مرنے کا تو ان کو تل برابر غم نہیں
صرف یہ غم ہے کہ یک مشق جفا جاتا رہا

میری پہلو میں نہ ان کی زلف میں ہے دل مرا
اب کہاں ڈھونڈوں میں اسکو بے پتا جاتا رہا

جب طلب میں نے کیا ان سے دل گمگشتہ کو
بولے میرے پاس بھی کھو گیا جاتا رہا

چھوڑ کر چلتا بنا دل مجھکو ہجر عشق میں
کس سے ہو فریاد اس کی ناخدا جاتا رہا

اس دل بیمار الفت کا نہ پوچھا اسنے حال
صرف یہ کمبخت دم آتا رہا جاتا رہا

وہ تو کیا آتے خیال ان کا بھی اب آتا نہیں
دیکھنا یہ ہے کہ وہ ہوتا ہے غمگین یا کہ خوش

مقطع

تھا جو تنہائی میں اپنا مشغلہ جاتا رہا
اُس سے یہ کہدے کوئی نیر ترا جاتا رہا

(۱۲)

ان کا چہرہ دیکھکر مہتاب کا دھوکا ہوا
گور دیکھا تو مجھے محراب کا دھوکا ہوا
گز ہئی جوش جنون میں اس قدر ہے تشنگی
اس قدر تڑپا کیا میں سامنے اوس یار کے
رات دن رہتا ہے یہی مجھکو صہبا کا خیال

(۵)

دانت سے بھی گوہر نایاب کا دھوکا ہوا
اور کفن سے چادر مہتاب کا دھوکا ہوا
آئینہ دیکھا تو مجھکو آب کا دھوکا ہوا
اوسکو مجھسے ماہی بے آب کا دھوکا ہوا
جب شفق دیکھی شراب ناب کا دھوکا ہوا

دیگر

(۱۳)

کون تھا وہ جو تیرا دل سے خریدار نہ تھا
واقف رنج و الم یہ دلِ بیمار نہ تھا
خیر جو چاہے سو کر ظلم و ستم اے ظالم
اب وہی جا ہے جو ہے غیر کا مسکن دن رات
گالیاں دیتے ہو یوں مجھکو سر بزم عدو
ذرے ذرے کو بھی تھا دعوی کہ خورشید ہوں میں
اف ری دریا دلی تمہنے کا نہیں کوئی پتا
ان کے زلفوں میں پھنسے چھوڑ گئے تم طرز وفا
وعدۂ وصل اُسے یاد دلایا تو کہا
ساقیا مست نگاہوں کے ترے قربان ہوں
مانا ہر روز نہیں غیر سے فرصت تم کو
بخت خفتہ کے ہیں آغوش میں تھا وصل کی شب

گرہ

مطلع ثانی

(۱۷)

تیرا کوچہ تو کوئی مصر کا بازار نہ تھا
وہ بھی کیا دن تھے کسی طرح کا آزار نہ تھا
لیک یہ بندۂ عاجز تو خطاوار نہ تھا
پہلے وہ جا تھی جہاں سایہ اغیار نہ تھا
اس سزا کا تو میں لائق کبھی سرکار نہ تھا
جلوہ فرما جو یہاں مہر پُر انوار نہ تھا
پہلے نقشہ یہ ترا چشم گہر بار نہ تھا
اس طرح حضرت دل تم کو سزاوار نہ تھا
تم سے ملنے کا نہ کچھ اقرار نہ تھا
ورنہ مدہوش کبھی یوں کوئی میخار نہ تھا
خواب میں تو تمہیں آنا کوئی دشوار نہ تھا
دل کی دل میں ہی رہی حیف میں ہشیار نہ تھا

ان کا غم کہاں سے غم کہاتا ہے میرا عالم
ان کے صدقے سے کئی داغ ہیں دل پر میرے
مر گئے ہم مگر اچھا رہا ہر حال میں تو
ہمہ تن نور تھے وہ نور کا سایہ کیسا
اب وہی دل ہے وہی طالب خوبان نیای

اس سے پہلے کوئی مونس نہ تھا غمخوار نہ تھا
ورنہ پہلے میں کبھی صاحب دینار نہ تھا
کون سے دن ترے گھر جلسۂ اغیار نہ تھا
یہی باعث تھا کہ جو سایۂ سرکار نہ تھا
مقطع — پہلے وہ دل جو کسی شئے کا طلبگار نہ تھا

دیگر

منبر (۱۴) — (۱۲)

مطلع — مجھے کافی ہے کوچہ دوستو اس رشک گلشن کا
گرہ — چھپائیگی یقیناً سات پردوں میں زمیں مجھ کو
وہ میرے قتل سے انکار کرتے ہیں کریں لیکن
نہیں بجتے حسیناں جہاں کچھ اپنی نظروں میں
کسی کی زلف کا سودا مرے سر سے نہیں جاتا
دل زاہد تو باطن میں ہے مائل حور غلمان پر
نہ ہو راحت جو دل کو فیض کیا ایسی جوانی سے
تمہیں منظور ہے جب قتل ہی کرنا تو بسم اللہ
زمانے میں کسی کی ساتھ داری کی توقع کیا
جو ادنی ہیں کہیں اعلی وہ بن سکتے ہیں اے ہمدم
مجھے کچھ خوف پرسش ہی نہیں اللہ اگر چاہے
مقطع — جنہیں بارگراں اک بات بھی کل تک تھی آنے کی

تمہیں اندیشہ کیوں ہے اے عزیزو میرے مدفن کا
طرح — میں کشتہ ہوں کسی پردہ نشین پاک دامن کا
لہو دیگا شہادت دیکھنا خوں انکے دامن کا
تصور جب سے دل میں ہے کسی کے روئے روشن کا
ہوا ہے عشق مجھکو بے طرح اس کالی ناگن کا
گلے میں ہے دکھانے کو فقط تسبیح کا من کا
نشاط انگیز ہوتا ہے زمانہ ہی لڑکپن کا
کہ مجھکو بھی وبال جان ہے یہ بار گردن کا
دغا پر ہے وہی آمادہ ساتھی تھا جو بچپن کا
بنے دستار کا طرہ کہاں یہ حوصلہ سن کا
قیامت میں سہارا لونگا کل میں انکے دامن کا
دھرا ہے آج پتھر ان کے سینہ پر کئی من کا

غزل

(۱۵) — (۵)

اگر آج گھر میں میرے وہ ستم شعار ہوتا
نہ لگاتے تجھ سے ظالم کبھی بھول کر بھی دل کو

مری جاں صدقے ہوتی میرا دل نثار ہوتا
تری بیوفائیوں کا اگر اعتبار ہوتا

کچھ عجیب لطف آتا کچھ عجیب لطف ملتا
تو کبھی تو آتے جاتے مجھے ٹھوکریں لگاتا
نہ جفا و جور کرتا کبھی بھول کر بھی نیّرؔ

تیرا تیر عشق ظالم میرے دل کے پار ہوتا
ترے کوچہ میں جو ظالم یہ مرا مزار ہوتا
تیرے درد دل سے واقف جو ستم شعار ہوتا

غزل

(١٦)

وہ یار آتے آتے مقابل میں رہ گیا
جس دل پہ ناز تھا مجھے اس کا یہ حال ہے
گو مجھ کو قتل کر کے وہ روپوش ہوں تو کیا
پوچھو نہ مجھ سے کچھ دل سوزان کا اپنے حال
گردن فراز ہے کوئی کوئی ہے سرنگوں
دن رات ایک کھٹک سی رہا کرتی ہے مدام
کیا جانے بھا گئی اُسے قاتل کی کیا ادا

(۷)

ارمان کچھ نکل کے مرے دل میں رہ گیا
وہ آج چل کے کوچۂ قاتل میں رہ گیا
قاتل کا عکس دیدۂ بسمل میں رہ گیا
پروانہ بن کے یار کی محفل میں رہ گیا
اتنا ہی فرق جاہل و کامل میں رہ گیا
تیر نگاہ یار جو اس دل میں رہ گیا
نیّرؔ جو آج کوچۂ قاتل میں رہ گیا

غزل

(١٧)

گرم جس وقت کہ اس حُسن کا بازار ہوا
بام پر جلوہ نما جب کہ مرا یار ہوا
رونق افزائے جہاں جب کہ مرا یار ہوا
دین و دنیا ملی اس کو وہی مختار ہوا
جس گھڑی سے میں تیرے عشق کا بیمار ہوا
تجھکو آنا ہی عیادت کو بڑا بار ہوا

(٦)

خود ہی نقاش ازل اس کا خریدار ہوا
چاند کے دل پہ نیا داغ نمودار ہوا
کفر غارت ہوا ایک نور نمودار ہوا
جو کوئی شخص ترا طالب دیدار ہوا
جب سے دل کو مرے آزار پہ آزار ہوا
ہائے جس وقت سے نیّرؔ ترا بیمار ہوا

غزل

(١٨)

خیال چشم مست نازنین تھا

(۷)

میں اپنے ہوش میں برسوں نہیں تھا

کیا بیکار اب عشقِ بتان نے
میرا مرنا ہوا جینے سے بہتر
جو گذرے ساتھ غیرون کے تو بولے
پڑا ہے جا بجا اب خاک کا ڈھیر
جو تم کہتے ہو دل کو کیوں دیا تو
کیا رسوا اُسے عشقِ بتاں نے

ق

میں پہلے نکتہ سنج و دُوربین تھا
کہ میت پر مرے وہ مہ جبین تھا
رحیم اللہ خاں کا گھر یہین تھا
عجب تھا یہ مکان جب تک مکین تھا
مجھے تم پر بھروسہ تھا یقین تھا
کبھی نیکی مہذب تھا متین تھا

(۱۹) غزل (۱۳)

مطلع
مر رہا ہون منتظر ہون آخری دیدار کا
وائے محرومی پتہ اب تک نہیں اُس یار کا

لو اگر آجائے تو بچ جائے گا بیمارِ ہجر
ورنہ کچھ اچھا نہیں نقشہ ترے بیمار کا

مر رہا ہون آخری دم ہے ذرا صورت دکھا
دم کوئی دم میں نکلتا ہے تیرے بیمار کا

مار ڈالے یا جلائے تجھکو ہر دو سہل ہیں
ہے تیرے قبضے میں قبضہ موت کی تلوار کا

میں وہ نالے جانتا ہوں جس سے ہوں یکتائے دہر
جو فرشتہ بھی نہ جانے مرغِ موسیقار کا

ہم سا ایک نالہ بھی بھولے سے اگر کرلے کبھی
تن بدن جل جائیگا مرغانِ آتش خوار کا

جان بجتی ہے میری ایک جام بھر کر دے اہی
ساقیا ہے دم لبوں پہ آ تیرے میخوار کا

مے نہیں تو مےکش کو تلچھٹ ہی سہی
کچھ نہ کچھ صدقہ عطا ہو خانۂ خمّار کا

تو نے کچھ ایسی پلائی تیرے صدقے ساقیا
اور ہی کچھ رنگ ہے اس تیرے بادہ خوار کا

رات ساری کٹ گئی تکرار ہی تکرار میں
وصل میں تو لفظ تک آنا نہ تھا تکرار کا

بات اُن سے کر نہیں سکتا مگر اتنا تو ہے
روز بھجواتا ہون گلدستہ میرے اشعار کا

کل مجھے کوثر پہ دینگے جام بھر بھر کر ضرور
مجھ کو کافی ہے سہارا حیدرِ کرار کا

مقطع
کیا سبب ہے آج غمگین اس قدر بیٹھے ہے تو
جل گیا شاید کہ جادو اُس بتِ عیار کا

(۲۰) غزل (۵)

مطلع
ایک عالم میں ہمیں بدنام و رسوا کر دیا
ہو بھلا تیرا ستمگر تو نے کیا کیا کر دیا

ترک تو نے جس گھڑی سے آنا جانا کر دیا	ثانی مطلع	خون ارمانوں کا میرے تو نے سارا کر دیا
ملنے کو اغیار سے ملتی ہے مہلت کس طرح		مجھ سے ملنے کے لئے کل کا بہانا کر دیا
ہو گئے اپنے پرائے ہیں تو رسوا ہو گئے		تیری الفت نے ہمارا حال کیسا کر دیا
پوچھتے کیا وصف ہو تیر نگاہِ یار کا	مقطع	اخترِ ناچیز کے دل کو نشانا کر دیا

غزل ناتمام

(۲۱) (۵)

تو مجھ کو روضۂ اقدس کے پاس جلد بلا	مطلع	میں ایک زمانہ سے رکھتا ہوں آس جلد بلا
بھری ہے آرزو دل میں مرے بہت شاہا		پڑا ہوں ہند میں میں بدحواس جلد بلا
میں ہند ہی میں مرونگا رہا لگا کیا یوں ہی دو		یہ ہو رہا ہے میرا اب قیاس جلد بلا
تمہارے ہجر میں اختر پڑا ہے خستہ جگر	مقطع	نہیں ہے جینے کی اب آس پاس جلد بلا

غزل ایضاً

(۲۲) (۴)

میرے گھر میں جو وہ پردہ نشین تھا	مطلع	تو دربانی پہ بس روح الامین تھا
کمر باندھا ہوا ہر ایک حسین تھا		میرا گھر رشکِ فردوس بریں تھا
غشی طاری ہوئی کیونکر نہ اُن پر		حذا تو سین سے بھی تو قرین تھا
جہاں وہ تھے دلِ اختر تھا اوس جا	مقطع	جہاں تھی شمع پروانہ وہیں تھا

غزل

(۲۳) (۵)

وہ گل بدن جو آنکھوں میں اپنے سما گیا	مطلع	میں کیا کہوں کہ کیسا مجھے لطف آ گیا
ویران سا نظر مجھے آنے لگا مکاں		جس وقت میرے گھر سے میرا دلربا گیا
دل لینے تو لے گیا افسوس تو یہ ہے		مانند نفس مجھ سے ملا پھر چلا گیا
دل میں ہزار داغ جگر میں ہزار زخم		تیرے فراق نے مجھے کیا کیا دکھا گیا
اختر خدا کے واسطے کیجے نہ کوئی گلہ	مقطع	اک بیوفا تھا آپ کا یہ دل گیا گیا

غزل

(۲۴) (۶)

جب گلے سے ملا وہ یار مرا	مطلع	دل سے جاتا رہا غبار مرا
جب کرم کی نظر پڑے مجھ پر		کیوں نہ بن جائے سارا کار مرا
جب سے وہ ہو گئے جدا مجھ سے		تب سے دیدہ ہے اشکبار مرا
صدقہ جاں و جگر بھی ہے تم پر		اور ایمان و دل نثار مرا
انگلی حیرت سے دانت میں رکھ لی		جب سنا اس نے حالِ زار مرا
پوچھا میں نے کہ کون ہے اختر	مقطع	ہنس کے بولے کہ ہے وہ یار مرا

دیگر

(۲۵) (۸)

مین رہا مئے رہی اور شیشہ رہا جام رہا	مطلع	لیکن افسوس وہ ساقی گلفام رہا
خبطی و وحشی و سودائی مرا نام رہا	مطلع ثانی	آگے ہر ایک کے رسوا رہا بدنام رہا
بعد مرنے کے لحد میں بھی نہ آرام ملا		ہائے اس عشق کا انجام بدانجام رہا
اون کو بس دیکھتے ہی ہو گیا مین شادی مرگ		وہ شب وعدہ جو آئے بھی تو ناکام رہا
مین برا ہوں تو ہے کیا کام میرے دل سے تمہیں		جب گھر ٹوٹ گیا اوسکا کہاں دام رہا
کھنچتے ہیں صدمے نہ سہہ کر کے وہ جان کو کھویا		جاں تک بھی دیا باقی یہ اک الزام رہا
قیس و فرہاد کو اک مر کے زمانہ گذرا		ان کا باقی تو اس عالم میں اک نام رہا
عمر بھر میں ہمیں کچھ فیض نہ پہونچا ناکہ		ہم کو کیا فیض جو فیض انکا اگر عام رہا

دیگر

(۲۶) (۹)

مل جائے ایک ذرہ بھی گر کوئی یار کا	مطلع	بن جائے گا چراغ ہمارے مزار کا
کافی مجھے وسیلہ ہے یہ چار یار کا	مطلع ثانی	کیوں خوف ہو گا پھر مجھے روزِ شمار کا
جس دل کو تم نے تاکا وہیں صید کر لیا		اچھا لگا ہے تم کو یہ پیشہ شکار کا
طاقِ حرم سے کام نہیں مجھ کو زاہدو		ہوں شیفتہ میں ابروئے خمدارِ یار کا

کہنا کہ کوئے یار میں مسکن ہے رات دن
رہتی ہے وصل میں بھی میری آنکھ سوئے در
کرتا ہے جبہ سائی تیرے در پہ سا چکا
سیماب سا تڑپتا ہے سینہ میں رات دن
گھر بیٹھے ہو گئی مجھے سیرِ چمن نصیب

پوچھے اگر پتہ کوئی مجھ خاکسار کا
جیسکا لگا ہوا ہے مجھے انتظار کا
بس مشغلہ یہی ہے تیرے بادہ خوار کا
نقشہ یہ ہو گیا ہے دل بے قرار کا
مقطع نیّر خیال آیا جو اوس گلعذار کا

(۲۷) دیگر (۶)

فرقت میں تیری میں نے کیا کیا کمال دیکھا
دھوکا ہوا کہ انجم خورشید میں ہے روشن
جو چال ہے وہ خوش کُن جو بات ہے وہ دلکش
عشاق کے دلوں کو رکھنا اسیر کر کے
عشاق کو جلانا اور داغ دل میں دینا
اُس بیوفا کو آخر دم دیکے گھر میں لایا

مطلع جو داغ دل میں دیکھا وُہ بے مثال دیکھا
چہرے پہ تیرے ہم نے جب وقت خال دیکھا
اوس بت کی ہر ادا میں بس بے مثال دیکھا
اُس زلف کا یہ میں نے ادنیٰ کمال دیکھا
ہر ایک فن میں تم کو ہاں بے مثال دیکھا
مقطع اختر کی عاشقی کا تم نے کمال دیکھا

(۲۸) دیگر (۵)

نہ آئے ہمدم و مونس نہ کوئی یار آیا
سیاہ لباس پہنکر وہ اشکبار آیا
گھر کی بن گئی چادر کھلے خوشی کے پھول
عدو کو ساتھ لئے اور مسکراتے ہوئے
لپٹ کے لاش کو اختر کی رو دیا آخر

مطلع پس فنا نہ کوئی میرے تا مزار آیا
ثانی مطلع جو مرتے دم میری میت پہ میرا یار آیا
وہ میرا یار جو مرقد پہ اشکبار آیا
وہ آیا ہائے مگر یوں سرِ مزار آیا
مقطع کہ بعدِ مرگ جو ظالم کو مجھ پہ پیار آیا

(۲۹) دیگر (۱۰)

مطلع جس گھڑی سے آپ پر مائل میرا دل ہو گیا

مطلع دو گھڑی دنیا میں جینا مجھ کو مشکل ہو گیا

دین کا رکھا نہ دنیا کا مجھے افسوس ہے
عشق اوس کا میرے حق میں سمِ قاتل ہو گیا

سنگ باری کر رہے ہیں تیرے دیوانے پہ لوگ
سر تو کیا ٹھیرا مرا کشکولِ سائل ہو گیا

اب وہ آئیں یا نہ آئیں کرکے وعدہ میرے گھر
خیر جو ہم چاہتے تھے ہم کو حاصل ہو گیا

جنبش لب سے سمجھتے ہیں میرا شکوہ کیا
ہونٹ بھی ہل نا عذایا اب تو مشکل ہو گیا

گفتگوئے لن ترانی یاں تو موسیٰ سے رہی
یار کو وہاں حق بلا کر خود مقابل ہو گیا

صرف عاشق تھی زلیخا حضرت یوسفؑ پہ ایک
جس نے دیکھا آپکو تو دل سے گھائل ہو گیا

ہم اگر اُس شوخ کے صدقہ نہ ہو تو کیا کریں
جب کہ نقاشِ ازل خود اُس پہ مائل ہو گیا

یہ نہ سمجھو منعمو دنیا میں ہم کچھ چیز ہیں
یاد بھی ہے قہر جو قاروں پہ نازل ہو گیا

مقطع
ہے میری نظر میں اختر نور و ظلمت یکساں
جب سینے میں سودائی زلف سلاسل ہو گیا

(۳۰) **دیگر** (۶۱)

میں ایک ہوں تیرے جلوہ کو جو عیاں دیکھا
نظر اٹھائی جدہر میں نے بس وہاں دیکھا

کبھی تو طور پہ دیکھا کبھی تو فاران پر
جمالِ یار کو ہم نے کہاں کہاں دیکھا

ذرا اسی دیر کو وہ بھی نو ہو گیا غمگین
اوٹھا کے یار نے جب میری داستاں دیکھا

وہیں پہ بیٹھ گیا میں مثالِ نقشِ قدم
جہاں کہیں بھی قدم کا تیرے نشاں دیکھا

قفس میں بند ہے بلبل تو زاغ ہے آزاد
عجیب حال تیرا ہم نے باغباں دیکھا

کسی کے آنے کا وعدہ ہوا ہے کچھ شاید
جو آج حضرت نیچی کو شادماں دیکھا

ردیف بائے قرشت

(۳۱) **غزل** (۵)

دل جلا آپ کے کوچہ میں پڑا ہوں صاحب
واسطے دید کے مدت سے کھڑا ہوں صاحب

دل میرا آپکے عبث پھیر رہے ہو مجھ کو
غور سے دیکھو

معہ

رحم کیجے بخدا جور و جفا چھوڑ بھی دو
آپ کے کوچہ میں مدت سے پڑا ہوں صاحب

آپ کی چاہ مرے دل سے نکلنی ہے محال
اس نگینہ کو تو میں دل میں جڑا ہوں صاحب

اک ذرا بھول کے اختر کی طرف تو دیکھو
جان و دل نذر کو میں لیکے کھڑا ہوں صاحب

ردیف تائے قرشت

غزل فارسی

(۳۲) (۵)

مطلع
طاعتش در نہ ہمہ اولی تر است
ہر چہ میگوئم بگفتم خوشتر است

ہر کہ می بیند شود شیدائے او
روئے اُو از ماہ کامل بہتر است

ہر چہ خواہی کُن نہ آسان است
دست بستہ بندہ حاضر بر در است

نام محتاجی ہمی داند کسے
ہم چُنان شاد و ہم غرباتر است

مقطع
خیر نہ حالا بحقِ عاشقان
خشمگین امروز نیر دلبر است

دیگر

(۳۳) (۵)

مطلع
وصل کی رات بھی ہے پیاری رات
عیش و عشرت میں گذری ساری رات

تیرے عاشق کی تیری فرقت میں
بخدا آ چکی ہے بہاری رات

کسی پردہ نشین کی فرقت میں
میں نے کی کُھل کے اشکباری رات

ہجر کا کس طرح کٹیے گا دن
آہ و زاری میں گو گزاری رات

مقطع
وصل حاصل ہے یار سے نیر
آج کی رات ہے ہماری رات

ردیف ثائے مثلثہ

غزل

(۳۴) (۵)

مطلع
جب اثر اُن پہ ہوا میری وفا کے باعث
منہ چھپاتے ہیں وہ اب جور و جفا کے باعث

چاہتے ہم تو اگر اور ہی کر جاتے تھے	صرف خاموش رہیں ہم پاسِ وفا کے باعث
حضرتِ دل نہ گئے جا کے رقیبوں پہ گلہ	خود ہی رسوا ہوئے ہم آہ و بکا کے باعث
لاج رکھنا میرے مولا تیری رحمت کے نثار	ہم ہیں گستاخ تیری لطف و عطا کے باعث
حیف وہ ہم کو برا کہتے ہیں تنہا دن رات	ہائے رسوا ہوئے جس ماہ لقا کے باعث

ردیف جیم تازی

غزل

(۳۵) (۶)

لائیگی حنا رنگ خدا جانے یہ کیا آج		ہاتھوں میں لگی ہے جو کسی کے یہ حنا آج
مرتا ہے تیرے ہجر میں بیمارِ محبت		کہدے میری جانب تو یہ بادِ صبا آج
کل حشر میں سردارِ دو عالم صلعم ہیں مددگار		دنیا میں کریں آپ مدد شیرِ خدا رضہ آج
کل کچھ تو خیال آئے گا ان کو سرِ محشر		میں جان کر کیوں کر نہ کروں ان پہ فدا آج
وہ آئے ہیں گھر میں تیرے مدت میں دلِ زار		مدہوش ہے کیوں ہوش میں آ بہرِ خدا آج
اختر کو تھی امیدِ وفا ان سے تو کل تک	مقطع	معلوم نہ تھا مجھ سے کرینگے وہ دغا آج

ردیف حائے حطی

غزل

(۳۶) (۵)

میرے آگے کبھی نہ آ ناصح	مطلع	پند اوروں کو تو سنا ناصح
میں ہوں عاشق نہ دے نصیحت کی		یاد پڑتا ہوں یاں سے جا ناصح
دیکھ میری زباں نہ کھلوا تو		میں کہوں گا برا بھلا ناصح
آج باتیں کچھ ایسی مجھ سے کہیں		میری نظروں سے گر گیا ناصح
اپنے پیر کی گفتگو سن کر	مقطع	تو نہ ہوتا کبھی خفا ناصح

ردیف خائے معجمہ

(۳۷)	غزل ناتمام	(۳)
آپ ہی نے تو کر دیا گستاخ	مطلع	اور کس نے ہمیں کیا گستاخ
ہم سرِ بزم چوم لیں گے منہ		اب تو فرماؤ بے حیا گستاخ
عاشقوں میں ہے یہ لقب اُن کا		جنگجو۔ شوخ۔ بے حیا گستاخ

ردیف دال مہملہ

(۳۸)	غزل	(۱۰)
اُن کو حسبِ دم نہ ملا مشقِ جفا میرے بعد	مطلع	پوچھتے آئے ہیں تربت کا پتا میرے بعد
کون اٹھائے گا تیرے ناز و ادا میرے بعد	ثانی	کون جھیلیگا تیرے جور و جفا میرے بعد
قدر ہوگی انہیں میری بخدا میرے بعد	"	نہ ملیگا کوئی پابندِ وفا میرے بعد
ساتھ غیروں کو نہ لا پھر خدا میرے بعد	"	خاک اُڑا کر اُنہیں ماریگی ہَوا میرے بعد
خاکِ تربت تو میری آپ کے صدقہ ہوگی	حسن مطلع	کبھی بھولے سے تو آجاؤ ذرا میرے بعد
ایک میں ہوں کہ جو مرتا ہوں ستمگر تجھ پر		کون ہوگا تیری صورت پہ فدا میرے بعد
ظلم جو کرنا ہو کریں ہوں جہاں میں جبتک		کس کو پھانسیگی تیری زلفِ دوتا میرے بعد
حیف کرتا ہوا آتا ہے میری تربت پر		مجھ سا اُس شوخ کو ہمدم نہ ملا میرے بعد
جیتے جی مجھکو کسی نے بھی نہ پوچھا افسوس		اب لحد پر ہے میری حشر بپا میرے بعد
آتشِ ہجر میں جلنے کا نتیجہ یہ ہے		میری مرقد پہ یہ عبرت نے کہا میرے بعد
تا دمِ زیست میری قدر کسی کو نہ ہوئی		یاد کرتے ہیں مجھے شاہ و گدا میرے بعد
آکے مرقد پہ میری کہتے ہیں اُٹھ میری قسم		اس طرح ڈھاتے ہیں پھر ظلم نیا میرے بعد
کر کے تم یاد میری پچھلی محبت احباب		آنا تربت پہ کبھی بہرِ خدا میرے بعد

میرے مرنے کا کہیں غم نہیں کرنا اے جاں
ڈھونڈ لینا کوئی سودائی نیا میرے بعد

کوستے تھے جو مجھے شام و سحر اے ناجی
اب میرے حق میں وہ کرتے ہیں دعا میرے بعد

(۳۹) دیگر (۹)

اس طرح کہتا ہے ہر مستانہ مستانے کے بعد
مطلع — ساقیا بھر بھر کے دے پیمانہ پیمانے کے بعد

بعد مردن تربتِ مجنوں سے آئی یہ صدا
خاک ڈالی جاتی ہے کیوں مجھ پہ بہلانے کے بعد

خارہائے دشت تو پابوس ہو پابوس ہو
جانشینِ قیس مجنوں ہیں قیس مرجانے کے بعد

ناصحا تیری نصیحت کا اثر الٹا ہوا
اور بھی آنسو رواں ہیں اب تو سمجھانے کے بعد

اس سے مشکل ہے بہت جور و جفا کا چھوٹنا
ہٹ پہ ہے اپنی ستمگر لاکھ سمجھانے کے بعد

اب جہاں میں وہ بتوں نے کی ترقی دیکھنا
ہر طرف آیا نظر بت خانہ بت خانے کے بعد

آنکھ سے آنسو رواں تھے مضطرب سینہ میں دل
کیا کہیں کیا حال تھا جب آپ کے جانے کے بعد

خاک میں فرہاد و مجنوں مل کے عرصہ ہو گیا
نام رہ جاتا ہے عشاقوں کا مرجانے کے بعد

لاشۂ اختر پہ وہ سر پیٹ کر کہنے لگے
مقطع — کون ہے دنیا میں میرا آپ مرجانے کے بعد

(۴۰) دیگر (۷)

بنا دے کافی ہے ایک خس کا آشیاں صیاد
تو میرے حال پہ ہو اتنا مہرباں صیاد

مجھے یہ ڈر ہے نہ ہو جائے بدگماں صیاد
ملا ہے میرے مقدر سے قدرداں صیاد

جو دیکھتا ہے کہ میں کچھ کشیدہ خاطر ہوں
مجھے لیے جاتا ہے تب سوئے گلستاں صیاد

کبھی بھی بھول کر آتی نہیں ہے یاد چمن
مجھے رکھا ہے اس آرام سے یہاں صیاد

قفس کو رکھتا ہے میرے وہ ساتھ اپنے
بنا رکھا ہے مجھے اپنا حرز جاں صیاد

ذرا سی بات پہ دل کی وہ تاڑ جاتا ہے
کچھ اس طرح سے ملا ہے قیافہ داں صیاد

بیانِ لطف و کرم اس کا کیا کروں ناجی
غرض کہ ایسا ہے کچھ مجھ پہ مہرباں صیاد

ردیف ذال

غزل

(۴۱) (۵)

مطلع: عشق کا میں نے جب لکھا کاغذ / وہیں ہاتھوں سے اُڑ گیا کاغذ

سوزِ دل کا جو ماجرا لکھا / وہیں اک بار جل گیا کاغذ

نامہ بر نامہ دیجیے کہہ دینا / غور سے دیکھنا ذرا کاغذ

حرفِ مطلب پہ جب نگاہ پڑی / اوس نے قاصد کو دیدیا کاغذ

مقطع: دل تو دل جان تک میں دیدونگا / اون کو نالیؔ نے لکھدیا کاغذ

ردیف رائے مہملہ

(۴۲) (۵)

مطلع: چل بسے مال و متاع و سیم و گوہر چھوڑ کر / قبر میں سوتے ہیں اب خویش و برادر چھوڑ کر

نرم توشک کے سوا آتی نہ تھی دنیا میں نیند / خاک میں سب سو رہے ہیں اپنا بستر چھوڑ کر

تاج کا اور تخت کا دنیا میں تھا جس کو گھمنڈ / آج زیرِ خاک ہیں مثلِ سکندر چھوڑ کر

وقتِ آخر جسم نے رو کر کہا یوں روح سے / فی امان اللہ جاتے ہو میرا بر چھوڑ کر

مقطع: بعد مردن نعش پر آکر کہا اُس شوخ نے / آپ جاتے ہیں کہ ہم جاتے ہیں نالیؔ چھوڑ کر

دیگر

(۴۳) (۶)

مطلع: ہم پہ یوں ظلم و ستم اے ستم ایجاد نہ کر / خود ہی اُجڑے ہوئے ہم ہیں ہمیں برباد نہ کر

مطلع ثانی: اس قیامت کا تغافل وہ پری زاد نہ کر / قتل اس طرح سے رگ رگ کے تو جلاد نہ کر

دل جلوں کی تو کہیں آہ نہ لگ جائے تجھے / ہم اسیروں پہ جفائیں میرے صیاد نہ کر

راہِ الفت نہیں دشوار تو آساں بھی نہیں / لاکھ ہوں جور و جفا پر کبھی فریاد نہ کر

باغباں توڑ نہ تو لالہ و گل کو ہرگز / زینت افزائے چمن ہیں انہیں برباد نہ کر

صبر کر صبر ذرا ضبط سے لے کام ذرا	مقطع	نالہ و شور و بکا اختیؔ ناشاد نہ کر

(۴۴) دیگر (۸)

تشنگئ حشر سے مجھکو پریشان دیکھکر	مطلع	دیں گے مجھکو جام کوثر شیر یزدان دیکھکر
سر قدم پر رکھدیا قاتل کا ارمان دیکھکر	مطلع ثانی	حسرتیں سب دل کی نکلیں تیغ بُران دیکھکر
اس زمیں میں کیسی کیسی صورتیں پنہاں ہوئیں		ہاں خجل ہوتا تھا جن کو ماہِ کنعان دیکھکر
شوق ان کو کھینچکر لایا تھا میری قبر پر		فاتحہ پڑھنے لگے گورِ غریبان دیکھکر
المدد اے دستِ وحشت اس قدر بیچارہ ہیں		رات دن روتے ہیں ہم سوئے گریبان دیکھکر
گل کے کھلنے سے ہمیں یاد آگئی انکی ہنسی		اور بھی بے چین ہوتے ہیں گلستان دیکھکر
نالہ کر اے دل کہ آخر اک نہ اک دن یار کو		رحم آہی جائیگا پھر کو نالان دیکھکر
مصحفِ رخ کے نہ لیں بوسے تو پھر کیا کریں	مقطع	جب کہ بوسے دیتا ہے ہر شخص قرآن دیکھکر

(۴۵) ردیف زائے معجمہ (۶)

موسم گل ہے یہ حضرت چند روز	مطلع	گل سے ہے بلبل کی صحبت چند روز
یوں نہ اترا اے خدا کے واسطے		منعمو ہے مال و دولت چند روز
ہم سے بے رخ چار دن میں ہو گئے		نبھ سکی تم سے نہ الفت چند روز
بادہ عشرت میں کیوں سرشار ہو		اس جگہ رہنا ہے حضرت چند روز
آخرت کا کچھ نہ کچھ سودا کرو		ہے یہ دنیا کی حلاوت چند روز
حضرتِ اختیؔ پرستش چھوڑ کر	مقطع	کیجے حق کی عبادت چند روز

(۴۶) ردیف سین مہملہ (۹)

عشاق کا یہ حال ہے دلبر کے آس پاس	مطلع	جیسے کرن ہو مہرِ منور کے آس پاس

ایک وقت دل کو دینے سے ایسی لگی ہے چاٹ		ہر وقت پھرتے ہیں وہ میرے گھر کے آس پاس
چھوڑے ہیں زندگی میں نہ چھوڑیں گے بعدِ مرگ		گڑ جائیں گے وہیں کہیں ہم مر کے آس پاس
پابوس قیس شد چو سگ آمد بکوئے یار		پھرتا ہوں اس لئے میں کبوتر کے آس پاس
دکھ جائے مجھ کو رویت دلدار اس لئے		پھرتا ہوں جا کے کوچۂ دلبر کے آس پاس
لے جائے کس طرح سے میرا نامہ تا بہ بر		قینچی کی بار ہے درِ دلبر کے آس پاس
آ جائے کیا مجال ذرا نیند رات میں		کانٹے سے لگے ہوں جب کوئی بستر کے آس پاس
آ جاؤں میں نہ کوئی پھر روکے کی راہ سے		اس واسطے وہ دیکھتے ہیں ڈر کے آس پاس
زندہ تھا جب کہ وہ نہ گئے قدر ان دنوں		سر پٹکتے ہیں لاشۂ اختر کے آس پاس

(۴۷)	ردیف شین معجمہ	(۵)
نہیں ہے مجھ میں اب تاب و توان ہوش	مطلع	جو آیا سامنے تو پھر ہے کہاں ہوش
جہاں تو جلوہ گر ہو اے ستمگر		کہاں رہتے ہیں لوگوں کے وہاں ہوش
ملے کیا اون کی محفل میں مجھے یار		اڑا دیتا ہے میرے پاسباں ہوش
مزا کیا آئے اون سے وصل کی شب		یہاں ہے بیخودی اور ہے وہاں ہوش
دمِ مردن سنا جب نام دلبر	مقطع	وہیں نایاب کو آیا ناگہاں ہوش

(۴۸)	ردیف صاد مہملہ	(۵)
۱ کرتے نہیں زمانہ میں عالی وقار حرص	مطلع	ہاں کرتے ہیں تو کرتے ہیں بس بد شعار حرص
۲ منظور ہے جو ایک بھی بوسہ مجھے ملے		کرتا نہیں کبھی یہ ترا خاکسار حرص
۳ مانگا دوبارہ بوسۂ رخ تو وہ یہ کہے		اچھی نہیں ہے آپکی یہ بار بار حرص
۵ نایاب کا قول ہے اسے رکھنا ضرور یاد	مقطع	کھوتی ہے آدمی کا بہت اعتبار حرص

۲ ×: [illegible]

(۴۹)	ردیف ضاد معجمہ	(۱۰)

گھر سے مطلب ہے نہ اُن کو ہے گلستاں سے غرض	مطلع	وحشیوں کو ہے فقط سیرِ بیاباں سے غرض
عاشقوں کو ہاں فقط ہے کوئے جاناں سے غرض		کوہ سے مطلب نہ اُن کو ہے گلستاں سے غرض
جب سے ہم نے جاں دی ہے ایک بت بے پیر پہ		کفر کی پروا نہیں ہے اور نہ ایماں سے غرض
دل ہمارا بن گیا ہے اُس طرح دردآشنا		اب طبیبوں سے ہے مطلب اور درماں سے غرض
کیا بتاؤں میرا مشرب ہے زمانہ سے الگ		گبر سے مطلب نہ ہے مجھکو مسلماں سے غرض
مصحفِ عارض سے اُن کو ہے تلاوت رات دن		ہاں نہیں رکھتے ترے عشاق قرآں سے غرض
میں ہوں عاشق دوستو اُس زلف عنبر بار کا		عود کی خواہش ہے مجھکو اور نہ لوباں سے غرض
دین و دنیا میں نہیں ہمکو غرض اِن کے سوا		شاہِ یثرب سے ہے مطلب شاہِ جیلاں سے غرض
لاکھ منعم ہوں جہاں میں ہم تو رہتے ہیں مدام		والیِ ملکِ دکن عثماں علیخاں سے غرض
کوئے جاناں ہے ہمارے حق میں فردوسِ بریں	مقطع	کچھ نہیں نالہ ہمیں گلزارِ رضواں سے غرض

(۵۰)	ردیف طائے مہملہ	(۵)

یوں تو میں کرتا ہوں اکثر احتیاط	مطلع	پر نہیں ہوتی برابر احتیاط
ہجر میں رونے سے اُن کو کام ہے		کیا کریں گے دیدۂ تر احتیاط
دوستاں مجبور کر دیتے ہیں بس		کھانے پینے سے کروں گر احتیاط
کیا کروں محتاط بن سکتا نہیں		آئیگی اب مجھ کو مر کر احتیاط
آج کل کی دوستی اچھی نہیں	مقطع	تم کرو للہ نالہ احتیاط

(۵۱)	ردیف ظائے معجمہ	(۵)

یوں تو کرتا ہوں میں ہر بار لحاظ		وصل میں کیا کروں سرکار لحاظ

آپ جب آئے ہیں گھلکر بیٹھیں		آپ کو مجھ سے ہے بیکار لحاظ
تم تو مدت میں ملے ہو مجھ سے		کیا کرے گا یہ دل افگار لحاظ
میں جو چھیڑا تو وہ بولے تم کو		کیا نہیں ہے سر بازار لحاظ
ان سے لپٹا تو وہ بولے ناکھیؔ	مقطع	تم کو کچھ بھی ہے میرے یار لحاظ
(۵۲)	ردیف عین مہملہ	(۵)
آج کل ہے اُنکی محفل میں یہ کیوں رنجور شمع	مطلع	کھو کے بیٹھی ہے جو اپنا اسطرح سے نُور شمع
کسب کرتی ہے کسی کے روئے تابان سے ضیا		اُن کی محفل میں بنی ہے رشکِ شمعِ طُور شمع
امتحان منظور ہے پروانہ گرتا ہے کہ ہر		اسلیئے رکھتے ہیں اپنے پاس سے وہ دُور شمع
یہ ڈہلک جاتے ہیں آنسو کی طرح سے بزم میں		آج دیکھو تو بلا کی نشہ میں ہے چُور شمع
اس میرے رشکِ قمر کے سامنے ناکھیؔ ذرا	مقطع	تم جلا دیکھو ہے یا نہیں بے نُور شمع
(۵۳)	ردیف غین معجمہ	(۵)
کیوں جلاتے ہو پسِ مردن سرِ مدفن چراغ	مطلع	داغ دل سے ہے لحد میں خود میرے روشن چراغ
اپنے سایہ سے بھی نفرت ہے تجھے کیا وصل میں		کیوں تو خلوت میں نہیں رکھتا بت بدظن چراغ
لاؤ تو گلگیر کچھ اس کی خبر لوں دوستو		دل کے داغوں سے کیا کرتا ہے کیوں ان بن چراغ
اس کے شعلہ میں ہیں پوشیدہ ہزاروں بجلیاں		کیا عجب ہے برق کا بھی تھام لے دامن چراغ
اک طرف میں دل جلے ناکھیؔ تو اک شو ماہرو	مقطع	اُن کی محفل میں ہزاروں ہیں ضیا افگن چراغ
(۵۴)	ردیف فائے	(۵)
اک نہ اک روز میرے گھر تکلیف	مطلع	کب کریگا وہ سیمبر تکلیف

بتِ پیمان شکن کو کیا معلوم
جو رہی مجھ پہ رات بھر تکلیف

رحم آتا نہیں ستمگر کو
غیر روتے ہیں دیکھ کر تکلیف

جب بیاں میں کروں تو رو دوگے
مہربان اپنی میں اگر تکلیف

ہجر میں اس کے کیا کہوں نیرؔ
شام تکلیف ہے سحر تکلیف

(۵۵) ردیف قاف (۵)

مطلع
جب سے ہوا ہے مجھ کو ترا گلعذار عشق
رکھتا ہے رات دن مجھے بس بے قرار عشق

یاں بھی وہی تڑپ ہے دلِ بیقرار کی
سمجھا تھا بیخ دیگانہ زیرِ مزار عشق

یہ جانتا تو عشق نہ کرتا کسی سے میں
مجھکو رلانے والا ہے یہ زار زار عشق

رسوا نہ ہوگا مجھسا جہاں میں کوئی بشر
ہوتا ہے یوں تو سب کو بتِ بدشعار عشق

مقطع
نیرؔ کے دل سے پوچھے کوئی عشق کا مزا
مرشد رسولِ عشق ہے پروردگار عشق

(۵۶) ردیف کاف تازی (۵)

مطلع
تو ستائیگا بیوفا کب تک
مجھ پہ یہ جور یہ جفا کب تک

چارہ گر ہوں مریضِ الفت میں
روز دیگا مجھے دوا کب تک

کہیں گھونگٹ اٹھاؤ بھی رخ سے
وصل میں مجھ سے یہ حیا کب تک

اُس کے دل پر اثر نہیں ہوتا
میں کہوں دل کا ماجرا کب تک

مقطع
اُس بتِ بیوفا کا ظلم و ستم
رہے نیرؔ پہ یا خدا کب تک

(۵۷) ردیف لام (۵)

مطلع
نہیں آنکھ آنسو بہانے کے قابل
نہیں دل یہ صدمے اٹھانے کے قابل

عیاں گر یہ ہوتے تو تم کو دکھاتا — نہیں داغِ پنہاں بتانے کے قابل
میرا دل جو تھا ہو گیا پرزے پرزے — رہا اب نہ صدمے اٹھانے کے قابل
یہ رہنے دو تربت کو کشتہ کی اپنے — نہیں قبر اُس کی مٹانے کے قابل
سنائی غزل میں نے اختر یہ اُن کو — (مقطع) اگرچہ نہ تھی کچھ سنانے کے قابل

(۵۸)	دیگر	(۹)

(مطلع) جتنی بننی ہو بنا لو ہے ماہِ شعبان آج کل — ورنہ پھر آئیگا دیکھو ماہِ رمضان آج کل
جب کہ وہ خود ہو گئے ہیں مجھ سے انجاں آجکل — کیا عجب تن سے نکل جائے میری جاں آج کل
بن گئی پھر آنکھ میری ابرِ نیساں آج کل — میرے ہاتھوں میں ہے پھر وحشت کا داماں آجکل
حسرتیں ہونے لگیں منہ سے نمایاں آج کل — اور ہنسنے لگ گئے پھر زخمِ خنداں آجکل
میں نے پوچھا کب ملوگے بولے فرصت ہو اگر — مجھ سے یوں ہونے لگے ہیں عہد و پیماں آجکل
عشق وہ ہے ایک پل میں خانماں ویراں کرے — عاشقی کو ہر کوئی سمجھے ہیں آساں آجکل
دیکھئے ہوتے ہیں کتنے دل گرہ گیرِ ستم — پھر بکھرنے لگ گئے ہیں زلفِ پیچاں آجکل
ذوق و غالب میر مر کر اک زمانہ ہو گیا — ہو گئے ہیں طفلِ مکتب بھی سخنداں آجکل
ہائے ایسا کوئی اتنا پوچھنے والا نہیں — (مقطع) اس قدر کیوں حضرتِ اختر ہو نالاں آجکل

(۵۹)	ردیف میم	(۹)

(مطلع) نہ سبو سے ہے غرض اور نہ ہے کچھ جام سے کام — بخدا ہم کو ہے اُس ساقیٔ گلفام سے کام
جب سے ہم سلسلۂ زلف میں محبوس ہوئے — نہ ہے کچھ کفر سے مطلب نہ ہے اسلام سے کام
میری بدنامی ہو رسوائی ہو یا خواری ہو — نہیں پروا ہمیں ہے اپنے دلآرام سے کام
میری نظروں میں برابر ہے یہ نور و ظلمت — نہ تو کچھ دن سے غرض ہے نہ ہے کچھ شام سے کام
خواہ خبطی کہو مجنون کہو دیوانہ کہو — خیر جو کچھ کہو ہم کو ہے فقط کام سے کام

جب سے دل اُس بت کافر پہ ہوا ہے شیدا
اُس کی قیمت میں ادا ہو ہیں اک دو بوسے
سونگھ کر سیب زنخدان کو جیئے گے ناجی
نہ ہے کچھ دیر سے مطلب نہ ہے کعبہ سے غرض

مقطع
مقطع

نہ ہے کچھ ننگ کی پروا نہ ہے کچھ نام سے کام
خیر جو کچھ ہے یہی دل ہے ہمیں دام سے کام
نہ ہے کچھ جام سے کام اور نہ کچھ آم سے کام
ہم کو ناجی ہے فقط یار کے اُس بام سے کام

ردیف نون

(٦٠)

کون کہتا ہے رہِ عشق خطرناک نہیں
ہوگا آرام تو ہوگا ہمیں بس زیرِ زمین
مصلحت سے تو ہر انسان نہ ہوا ہے دل ہرگز
وہ گناہ ہیں کہ جس کی نہیں کوئی گنتی
ایسے آنکھوں کا وجود اور عدم یکساں ہیں
بادشاہت کی تمنا نہ ہے رتبہ کی ہوس
دھو کے پیتا ہوں پہ نیت نہیں بھرتی ساقی
جب ہو عاشق رہو راضی برضائے معشوق
کیا کوئی قدر کرے اپنے سخن کی ناجی

(٩)

مطلع
عشق سچا ہے ہمارا تو کوئی باک نہیں
ہم کو آرام تہِ گنبدِ افلاک نہیں
ترے پلے پہ بہا کیا اشہر لولاک نہیں
دس نہیں بیس نہیں سو نہیں اور لاک نہیں
یار کی یاد سے آنکھیں جو یہ نمناک نہیں
جز ترے وصل کے دل میں ہے ہوس خاک نہیں
پاس میخوار کے جز کاسۂ تریاک نہیں
کون معشوق ہے دنیا میں جو سفاک نہیں
مقطع
جب زمانہ میں کوئی صاحب ادراک نہیں

دیگر

(٦١)

کچھ کمی ہم نے نہ رکھی وصل کی تدبیریں
قتلِ عاشق کر کے آئے ہو عیاں ہے صاف صاف
سنکے وہ کہتے ہیں دیکھو شورِ محشر تو نہیں
میں ادھر نالہ کناں ہوں وہ اُدھر ہیں خندہ زن
تجھ سے اچھی ہے کہ آنکھوں میں ہے اپنے رات دن

(٨)

مطلع
سچ تو یہ ہے مٹ نہیں سکتا جو ہے تقدیر میں
قر خون
کیونکہ دھبے خون کے ہیں دامنِ شمشیر میں
کیوں مگر اتنا اثر ہے نالۂ شبگیر میں
دیکھئے ایسا اثر ہے آہ بے تاثیر میں
خوبیاں تجھ سے بھی بہتر ہے تری تصویر میں

دیہلو

جس کسی سے پوچھے کہتا ہے وہ مجھکو برا		کیا برائی ہے خدا جانے میری تعمیر میں
اس طرح سے عاشق و معشوق میں ہو میل جول	مقطع	جس طرح سے قند ملجاتی ہے ناجی شیر میں

(۶۲) دیگر (۷)

دعا جب حق سے عاشق بادل ناشاد کرتے ہیں	مطلع	اجابت کیلئے جبریلؑ ادھر فریاد کرتے ہیں
کہاں تک تاب لائیگا دل مضطر ہمارا آپ		جو وہ رہ کر نئے ظلم و ستم ایجاد کرتے ہیں
عجب ہے سنگدل صیاد کہ پروا نہیں کرتا		قفس میں جب اسیران قفس فریاد کرتے ہیں
وہ جھوٹے وعدے بس کرکے ہمارے خانۂ دل کو		کبھی آباد کرتے ہیں کبھی برباد کرتے ہیں
بحمد اللہ کسی کی حمد بیحد لکھنے لکھنے سے		قدر دان سخن ہر شعر پر اب صاد کرتے ہیں
عجب کیا ہے کہ آج اور کل میں دل گنج شہیدان ہو		تمنائیں میری اس دل کو پھر آباد کرتے ہیں
ذرا تو صدق دل سے المدد یا غوث کہہ ناجی	مقطع	حوادث سے رہا تجھ کو شہ بغداد کرتے ہیں

(۶۳) دیگر (۱۲)

تجھ پہ ہم جان نثار کرتے ہیں	مطلع	اور تم ہم سے عار کرتے ہیں
غیر کے پاس جاتے ہو دن رات		ہم سے ملنے کو عار کرتے ہیں
داغ دل ناخون سے کھود کے پھر		ہم خزان میں بہار کرتے ہیں
وہ خطا پر نگاہ رکھتے ہیں		کب وفا کا شمار کرتے ہیں
نزع میں تیرے تشنۂ دیدار		آ۔ تیرا انتظار کرتے ہیں
عاشقوں کو بلا بلا کر وہ		گھر میں بیٹھے شکار کرتے ہیں
سادگی آپ کی قیامت ہے		کیوں بناؤ سنگار کرتے ہیں
پیس مردن میری وفاؤں کا		ذکر لیل و نہار کرتے ہیں
اس کی رحمت ہی کے بھروسہ پر		ہم گناہ بے شمار کرتے ہیں
تخت و تاج اور بادشاہت کی		فکر کب خاکسار کرتے ہیں

آیتِ لاتقنطوا کے پڑھنے سے	مقطع	ہم گناہیں ہزار کرتے ہیں
تجھ کو کیا خوفِ حشر اے فائق		جب مدد چار یار کرتے ہیں

(۶۴) **دیگر** (۵)

آپ ہر وقت جو تیر پہ جفا کرتے ہیں	مطلع	ایسے انداز پہ وہ جان فدا کرتے ہیں
کوئی کب تک سہے فرمائیے انصاف سے آپ		ستم و جور و جفا ہم پہ بپا کرتے ہیں
ہم وہ عاشق ہیں کہ ہر ایک قدم پر اونکے		صدقہ دل کرتے ہیں اور جان فدا کرتے ہیں
کیا یہی عدل حسینوں کا ہے انصاف کریں		ظلم ہر وقت جو یوں تجھ پہ بپا کرتے ہیں
آپکے ناز و ادا پر ہیں فدا پیر و جوان		ایک اختر ہی نہیں تجھ پہ مرا کرتے ہیں

(۶۵) **دیگر** (۹)

میں غیروں پہ لطف و عطا دیکھتا ہوں	اور اپنے کو مشقِ جفا دیکھتا ہوں
نہیں آجکل اونکی وہ مہربانی	اونہیں ہائے اب کیا سے کیا دیکھتا ہوں
جو کل یار تھے آج اغیار ہیں سب	زمانے کا نقشہ بُرا دیکھتا ہوں
کسی کے ہے کوچہ میں جب سے کہ مسکن	نئے دن کرشمہ نیا دیکھتا ہوں
کئے رخ جدھر کو ہوئے لاکھ بسمل	میں مژگان کو تیر قضا دیکھتا ہوں
بُرا زندگی میں جو کہتے تھے اُن کو	پس مرگ محوِ دعا دیکھتا ہوں
گو ظاہر میں تم اک بشر ہو محمدؐ	پہ باطن میں تم کو سوا دیکھتا ہوں
کئے کہہ کے قم سیکڑوں مردے زندہ	تبھوں ہی میں شانِ خدا دیکھتا ہوں
کسی بت پہ جب سے کہ شیدا ہوں نیازی	ہوں دکہن میں کرب و بلا دیکھتا ہوں

(۶۶) **دیگر** (۷)

ذرا ٹھہرو کہ بزمِ یار میں بلوائے جاتے ہیں	ہم اپنے دل کو یوں کہہ کر سدا بہلائے جاتے ہیں

وہ بزم غیر میں خوش خوش اُدھر ہے وا ناکامی
اِدھر رنج و محن میرا کلیجہ کھائے جاتے ہیں

نہ کیوں آئے یقیں وعدوں پہ اُن کے ہر گھڑی جبکہ
قسم اللہ کی ہر بات میں وہ کھائے جاتے ہیں

کبھی چھُپ چھُپ کے میرے گھر کو وہ راتوں کو آتے ہیں
بزنگ زلفِ پیچاں غیر سب بل کھائے جاتے ہیں

ستانا عاشقوں کو وہ تو ادنیٰ کھیل ٹھہرائے
اٹھا کر ہر گھڑی مقنا جو یوں تڑپائے جاتے ہیں

وہ ہیں کمسن لڑکپن ہے ابھی انکی طبیعت میں
جو نام وصل سنکر ہر گھڑی گھبرائے جاتے ہیں

ترے باعث سے اے نیر ہوئے رسوائے عالم ہم
مقطع — وہ میرے منہ پہ منہ رکھکر یہی فرمائے جاتے ہیں

(۶۷) دیگر (۹)

مطلع — اے دل اپنی نوحہ خوانی کچھ نہیں
اپنی فرقت کی کہانی کچھ نہیں

گرہ — کل جو تھے آباد وہ برباد ہیں
کچھ نہیں دنیائے فانی کچھ نہیں — طرح

اُن کی شیریں گفتگو کے سامنے
بلبلوں کی نغمہ خوانی کچھ نہیں

ناتوانی سے زبان بھی بند ہے
اب تو اظہار زبانی کچھ نہیں

ایک دل پُر داغ تھا وہ بھی لیا
پاس میرے اب نشانی کچھ نہیں

✻ دل ہی دل میں رہ گئیں سب حسرتیں
مفلسی کی بھی جوانی کچھ نہیں

اشک کے بدلے بہا آنکھوں سے خون
اب تو آنسو کی روانی کچھ نہیں

مقطع — نیّر اپنے جذب دل کے سامنے
لیلی جنوں کی کہانی کچھ نہیں

(۶۸) دیگر (۸)

مطلع — ہم اپنی زندگی سے ہو کے جو بیزار بیٹھے ہیں
تو گر تیغ جفا سے مارتا ہے مار بیٹھے ہیں

مطلع ثانی — خبر لے او مسیحا سیکڑوں بیمار بیٹھے ہیں
بڑی مدت سے در پر طالب دیدار بیٹھے ہیں

تصدق حُسن کا بوسہ رخ رنگیں کا مل جائے
اسی امید پہ مدت سے ہم سرکار بیٹھے ہیں

یہ ممکن ہی نہیں جائے قیامت تک تری الفت
تری الفت کا ہم ڈالے ہوئے زنار بیٹھے ہیں

کوئی کہتا ہے زلف عنبریں گو وہ حقیقت میں
حفاظت کے لئے رسا پہ دو مار بیٹھے ہیں

سوالِ وصل پہ میرے دبے لہجہ میں وہ بولے
کوئی بیدل کوئی مائل کوئی بسمل کوئی بیجان
وہاں وہ شاد ہونگے محفل اغیار میں نالجہ

ذرا ٹھہرو جی صاحب ہر طرف اغیار بیٹھے ہیں
دوا دو کچھ مسیحا ہر طرف بیمار بیٹھے ہیں
مقطع — یہاں تو ہم لگا کر آنسوؤں کا تار بیٹھے ہیں

دیگر

(۶۹)

کس کی گردن ہے کہ جس میں ترا زنار نہیں
کون وہ ہے جو ترے ہجر میں بیمار نہیں
ایسے جینے سے تو مرجاتا ہے اچھا میرا
جستجو تری ہے ہر ایک کو اللہ کی قسم
رام کہتا ہے کوئی اور کوئی کہتا ہے رحیم
زاہدا رحم و کرم کام ہے اس خالق کا
بخشنا چاہے ہمیں تو کوئی دیر نہیں
نزع کا قبر کا اور حشر کا کیا خوف مجھے
مغفرت کے لئے اختر ہمیں کچھ ڈر ہی نہیں

(۹)

مطلع — مئے الفت سے ترے کون ہے سرشار نہیں
مطلع ثانی — اور تیری چاہ کا کس شخص کو آزار نہیں
جب کہ پہلو میں ہیں میرے میرا طرحدار نہیں
کون ہے وہ جو ترا طالب دیدار نہیں
سچ تو یہ ہے کہ کسی کو ترا انکار نہیں
جیسے قہار تو کہتا ہے وہ قہار نہیں
ورنہ بخشش کے ہمارے کوئی آثار نہیں
میرے پلہ یہ بھلا کیا شئہ ابرار نہیں
مقطع — اس کو ڈر ہو کہ جو ہو بندۂ غفار نہیں

دیگر

(۷۰)

کونسا دل ہے جو اس زلف میں محصور نہیں
اتنا محبوب کی ہر روز دکھاؤں گا بہار
راہ لو اپنی مسیحا یہ مرض اور ہی ہے
یہ تو پتھر نہیں شیشہ نہیں فولاد نہیں
تم کو اللہ کی قسم آؤ نظر مجھ کو صنم
سارے حیلہ و بہانے ہیں صنم سب بیکار
قمریوں کے ہے مجھے میں تری الفت کا طوق

(۱۰)

کس کا دل ہے جو مئے عشق سے مخمور نہیں
کیوں انا الحق میں کہوں ہوں کوئی منصور نہیں
میرے دل میں تو کوئی تیر ہے ناسور نہیں
ہجر سے شیشۂ دل کس کا ہے جو چور نہیں
پھر نہاں کیوں ہو جو شئے رگ سے ہو تم دور نہیں
تم اگر چاہو جو ملنا تو کوئی دور نہیں
کون ہے وہ جو مئے عشق سے مسرور نہیں

سچ ہیں کہتا ہوں کہ مہمان کو بلا کر گھر میں — رنج دینے کا ستمگر کوئی دستور نہیں
جب جہرو کے سے وہ جھانکے تو ہوں لاکھوں بسمل — حق میں عشاق کے بام اُنکا یہ کیا طور نہیں
میں تو راضی بہ رضا بیٹھا ہوں اختر دیکھو — مقطع اُن کو منظور نہیں تو مجھے منظور نہیں

(٧١) **دیگر** (٨)

اک دل پہ کئی داغ صنم کھائے ہوئے ہیں — مطلع وہ آپکے جانب سے ستم ڈھائے ہوئے ہیں
وہ میری عیادت کے لئے آئے ہوئے ہیں — ثانی ساتھ اپنے رقیبونکو بھی وہ لائے ہوئے ہیں
شاید میری اجھڑی ہوئی قسمت کا اثر ہے — حسن مطلع سنکر جو میرا حال وہ اب آئے ہوئے ہیں
لو اور بھی آفت ہوئی عشاق کے حق میں — اب رخ پہ جو گیسو کو وہ بکھرائے ہوئے ہیں
ہے ہاتھ میں آئینہ بنے بیٹھے ہیں خود بین — حیرت میں نہیں سکتے ہیں اترائے ہوئے ہیں
ل جھپٹ ہو عطا آپ کے میخانے کے صدقے — محروم نہ ہوں آپ کے در آئے ہوئے ہیں
اب اور بھی چھریاں چلے عشاق کے دل پر — اس وقت جو تم پان صنم کھائے ہوئے ہیں
لوٹیں مزے اغیار یہ اچھے رہے محروم — مقطع جوبن جو صنم آپ کے گدر آئے ہوئے ہیں

(٧٢) **دیگر** (٩)

میرے گھر میں وہ آج آئے ہوئے ہیں — وہ سینہ سے سینہ لگائے ہوئے ہیں
یہ گورے سے ہونٹوں پہ سرخی کی لالی — غضب ہے جو تم پان کھائے ہوئے ہیں
ستم ہے ستم ہے غضب ہے غضب ہے — دوپٹے میں جوبن چھپائے ہوئے ہیں
وہ ہیں بیوفائی سے خود اپنے نادم — جو گھونگھٹ میں صورت چھپائے ہوئے ہیں
خدا کی امانت ہے میری نہیں ہے — جو دل کو کھلونا بنائے ہوئے ہیں
خدا جانے کیا کیا ستم ڈھائیں گے اب — میری لاش پر جو آئے ہوئے ہیں
کرو یاد حق زاہد و لیک ہم تو — بتوں کا تصور جمائے ہوئے ہیں
نہ کیوں کر بوئے گل ہو ہم سے ہویدا — کہ ہم بھی گلوں میں بسائے ہوئے ہیں

بہلا ان کو کب چین ملتا ہے اختر	مقطع	کہ جوان بتوں کے ستائے ہوئے ہیں

دیگر

(۷۳) (۱۲)

جب سے تجھ سے ہوئی نیر کو محبت ایجاں	مطلع	تیرے سبب چھوڑ دیا مذہب و ملت ایجان
چاہتا ہوں یہی ہر بار تصدق جاؤں		جب سے دیکھی ہے تیری چاند سی صورت ایجان
نہ سمجھنا کہ شب ہجر سے گھبراؤں گا	ق	ستم و جور کے سہنے کی ہے عادت ایجاں
تم سنو گے تو ابھی دانت میں انگلی لو گے		کیا کہوں تم سے بھلا اپنی مصیبت ایجان
دن تو ہر طرح گذر جاتا ہے اک آفت سے		رات آتی ہے میرے حق میں قیامت ایجان
قوتِ دل بھی ہے اور فرحت جاں اس کے سوا		کیا کہوں آپ کے بیڑوں کی حلاوت ایجان
جاں جائے کہ میری عزت و دولت جائے		ہاں نہ جائیگی تری دل سے محبت ایجان
چاہتا دل ہے لگے مل کے تمہیں پیار کروں		تا قیامت بھی نہ نکلے گی یہ حسرت ایجان
دل یہ کہتا ہے لگا لوں وہیں تربت شب و روز		تیرا کوچہ تو میرے حق میں ہے جنت ایجاں
تم نہ آنا کبھی مجھ وحشی کی میت پہ صنم		کیونکہ کہا جاؤ گے تم دیکھ کے میت ایجاں
کوئی مجنوں مجھے کہتا ہے کوئی سودائی		کیا کہوں میرے بنی عشق کی کیا گت ایجان
پہلے دل لے چکے اب جاں میری حاضر ہے		تیرے نیر کو نہیں اس کے سوا گت ایجاں

دیگر

(۷۴) (۱۱)

نکلے یہ دم ہمارا یادِ شہ زمن میں	مطلع	تربت بنے ہماری اوس شوخ کے چمن میں
یوسف پہ ایک گھائل اُن پہ جہان مائل		جس دم سے آپ آئے خلوت سے انجمن میں
از مور تا سلیماں سب ڈھونڈتے ہیں ان کو		ہے محو دید نرگس جا دیکھ لو چمن میں
او بیوفا کہاں ہے نظروں سے کیوں چھپا ہے		تیرا ہی تذکرہ ہے خلوت میں انجمن میں
خاطر سے میری یارب تو بخش عاصیوں کو		ہوگا یہ روز محشر اوس کے شوخ کے دہن میں
سارا جہان چمکا مشرق سے تا بہ مغرب		آئی جو شمع وحدت خلوت سے انجمن میں

در پردہ شمع جیسے فانوس میں ہے پنہاں		اس طرح نور حق ہے انسان کے بدن میں
روز جزا کا ہم کو کیا خوف اور خطر ہو		چھپ جائیں گے ہم عاصی حضرت کے پیرہن میں
داغ فراق جاناں ہرگز نہ مٹ سکیگا		یہ چاند وہ نہیں ہے آجائے جو گہن میں
کیا تھی غرض کے نکلے گوہر وطن سے اپنے		اے کاش جو نہ ہوتی قدر گہر عدن میں
تم اپنے گھر سے نکلو دنیا کی سیر کر لو	مقطع	انساں کی قدر ناکر ہرگز نہیں وطن میں

(۷۵)	دیگر	(۸)

ہو گزر گر میرا دلدار تیرے کوچہ میں	مطلع	جان و دل نذر کروں یار تیرے کوچہ میں
کیوں نہ گلیوں کے میں سو بار تصدق جاؤں		گنج مخفی کے ہیں اسرار تیرے کوچہ میں
دل میں ٹھانی ہے کہ مر کر ہی یہاں سے اٹھیں		لو لگا بیٹھے ہیں ہم یار تیرے کوچہ میں
نہیں رکھتا ہوں خبر دونو جہان کی واللہ		مئے الفت سے ہوں سرشار تیرے کوچہ میں
تو کسی طرح سے چہرے سے اٹھا اپنے نقاب		ہیں کھڑے طالب دیدار تیرے کوچہ میں
تیرے اس در کی غلامی کو نہ چھوڑے تا زیست		شاہ آجائے جو اک بار تیرے کوچہ میں
تو سنے تو ہے بھلا اور نہ سنے تو مرضی		ہم سنا دیتے ہیں اشعار تیرے کوچہ میں
حالت خستہ ہے کہ رحم و کرم ناکر پر	مقطع	ہو کے وہ آیا ہے ناچار تیرے کوچہ میں

(۷۶)	دیگر	(۷)

چھیڑ بلبل کو باغباں نہ کہیں	بد دعا دے یہ ناتواں نہ کہیں
گو دبے پاؤں جا رہا ہوں میں	ڈر ہے آگاہ ہو پاسباں نہ کہیں
ہے یہ باعث میری خموشی کا	ہوئے افشا یہ داستاں نہ کہیں
قتل کرنا نہیں خدا کی قسم	چھوڑ دو ہم کو نیم جاں نہ کہیں
مجھ کو ڈر ہے عدو کے باعث سے	یار ہو جائے بدگماں نہ کہیں
رہزن عشق کی بدولت سے	دل کا لٹ جائے کارواں نہ کہیں

نالہ پر اثر نہ کر ناصح
ٹوٹ جائے یہ آسماں نہ کہیں

(۷۷) **دیگر** (۱۰)

کلیسا میں نہ مندر میں نہ وہ محفل میں رہتے ہیں
ہیں ان کے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں

نہ گھر میں جی بہلتا ہے نہ گلشن جی کو بھاتا ہے
جو سچ پوچھو تو صاحب ہم بڑی مشکل میں رہتے ہیں

خدا کے واسطے جانان کبھی دیدار ہو جائے
حیا کی بات کیا جب تم ہمارے دل میں رہتے ہیں

خبر تو نے نہ لی بھولے سے بھی بیمارِ الفت کی
مسیحا اک مدت سے تری محفل میں رہتے ہیں

ادھر خالق سے واصل اور ادھر مخلوق میں شامل
نرالے آپ ایسے ہیں کہ دو منزل میں رہتے ہیں

کلیسا دیر و کعبہ تک جنہیں کافی نہ ہوتا تھا
انوکھی بات ہے اتنے ذرا سے دل میں رہتے ہیں

ادھر عیش و طرب میں تم ادھر رنج و محن میں ہم
تم ایک محفل میں رہتے ہو تو ہم اک محفل میں رہتے ہیں

تمہارے گیسوؤں کے پیچ میں لاکھوں مقید ہیں
ہزاروں عاشقوں کے دل تمہارے تل میں رہتے ہیں

ہے اتنا خوف کیوں ہم سے چھپے رہتے ہو کیوں ایسے
کہ جیسے دیکھ کر بلی کو چوہے بل میں رہتے ہیں

اگر پوچھے کوئی آکر تو یہی صاف کہدینا
ہمارا یہ پتہ ہے کوچۂ قاتل میں رہتے ہیں

(۷۸) **دیگر**

مجنوں میرے دل میں ہے لیلیٰ میرے دل میں
یوسف میرے دل میں ہے زلیخا میرے دل میں

تو دیکھ ذرا غور سے او دیکھنے والے
ہے کیا ہی تمناؤں کا میلہ میرے دل میں

کیا خوب ہے واللہ یہ مصرعہ بھی قمر کا
کعبہ میرے دل میں ہے اور کلیسا میرے دل میں

جس روز سے دیکھا ہوں انہیں غیر کے ہمراہ
اُس روز سے کہرام ہے برپا میرے دل میں

ذلت کی ہے پروا نہ کوئی جاہ کی خواہش
جز وصل نہیں کوئی تمنا میرے دل میں

کیونکر نہ لگاؤں یہ میرے دل کو جگر سے
جب یار کی صورت کا ہے نقشہ میرے دل میں

گلدستہ ہے ہر طرح کے ہر رنگ کے گل کا
ہے گلشن عالم کا نظارہ میرے دل میں

تبلاؤں گا وہ سیر تمہارے ہی چمن کی
اک روز تو آجائے شاہا میرے دل میں

پینا ہو جنہیں آئیں پلاتا ہوں انہیں میں
بہتا ہے مئے عشق کا دریا میرے دل میں

مجنون بھی یہی دشت میں مدت سے رہا تھا
وہ عالم وحشت کا ہے صحرا میرے دل میں

اسواسطے میں دل کو کیا کرتا ہوں سجدہ
بے شک ہے میرے یار کا نقشا میرے دل میں

ہے آب و ہوا پانی و مٹی میرے دل میں
ناجی میں بتاؤں کہ ہے کیا کیا میرے دل میں

ایمان کی اگر پوچھتے ہیں بات تو ناجی
کچھ بھی نہیں جز حرف تمنا میرے دل میں

(۷۹) دیگر (۴)

تجھ سا حسین جہان میں کوئی دوسرا نہیں
مجھ سا بھی عشق باز جہان میں ہوا نہیں

بے موت اس کو موت ہے جب دلربا نہیں
بے یار زندگی کا کسی میں مزا نہیں

وہ احمد بے میم ہے بے عین عرب ہے
گرچہ خدا نہیں ہے تو حق سے جدا نہیں

اختر اگرچہ مجھکو ہے رنج اتنی بات کا
اوستاد کوئی اپنا ہی تک ہوا نہیں

(۸۰) ردیف واو (۹)

مطلع
بھلا رکھکر کرین گے کیا ہم اپنے جسم اور جان کو
فنا جب کرچکے ہیں تجھ پہ اپنے دین و ایمان کو

ذرا بے پردہ ہونے دیجیے اوس کو سر مقتل
اڑا ہی دین گے اپنے خون کی چادر سے تیغ عریاں کو

یہی مسلک ہمارا ہے یہی ایمان ہمارا ہے
سمجھتے ہیں ترے عارض کی ہم تفسیر قرآن کو

کوئی فتوا دے ہم کو کفر کا یا قتل کر ڈالے
سمجھ بیٹھے ہیں ہم طاق حرم ابروئے جانان کو

ہوئی چھیڑ رات ساری چھڑ رہی صبح تک نوبت
حسینوں آگ لگجائے تمہارے عہد و پیمان کو

ہمارا مدعا یہ ہے کہ بس مل جائے وہ دلبر
طلب کرتے نہیں ہم مثل زاہد حور و غلمان کو

اگر دشمن ہے دانا تو ہے نادان دوست سے بہتر
بناؤ مت کبھی بھولے سے اپنا دوست نادان کو

ہزارون لٹکیان کہاؤ نہ بلیں گے یہ خو اپنی
الٹکر دیکھلو اپنے ذہن میں نقطۂ ن اور ن کو

مقطع
انہیں کے دم سے ہے آباد گلزار دکھن ناجی
خدا رکھے سلامت میر عثمان علی خاں کو

(۸۱) دیگر

الٰہی یون جو ہر دم آرہی ہیں ہچکیاں ہم کو
کہ شاید یاد کرتے ہیں ہمارے مہربان ہم کو

ادب سے کچھ نہیں سکتے ہیں ہم ظاہر ہیں تم کیا ہو — مگر باطن ہیں واللہ اور ہی ہے کچھ گماں ہم کو
اگر باور نہیں تو ایک اشارہ دیکھ لو کر کے — قسم اللہ کی قطعاً نہیں پروائے جاں ہم کو
تلاشِ یار ہیں تھک تھک کے آخر بیٹھ جاتے ہیں — نظر جب سایۂ دیوار آتا ہے جہاں ہم کو
کسی کو قدر ہی کب تھی ہماری زندگانی ہیں — مگر اب یاد کرتے ہیں ہر ایک پیر و جواں ہم کو
تصور جب سے ہے یاسؔ کسی کے روئے تاباں کا — حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں مہرِ خشاں ہم کو

(۸۲)	دیگر	(۵)

آغاز جوانی پہ ابھی آئے ہوئے ہو — کیوں حسن دو روزہ پہ تم اترائے ہوئے ہو
کیا بات ہے زلفوں کو جو بکھرائے ہوئے ہو — کیوں آج تم اس طرح سے جھجلائے ہوئے ہو
یہ جذبتِ محبت کا اثر ہے میرے پیارے — بیمت پہ میری آج جو تم آئے ہوئے ہو
ہیں کون یہاں غیر بھلا آپ ہیں ہم ہیں — تم وصل کی شب آج جو شرمائے ہوئے ہو
یہ عشقِ بتاں چھوڑ دو اے حضرتِ یاسؔ — اس راہ ہیں تو ٹھوکریں تم کھائے ہوئے ہو

(۸۳)	دیگر	(۵)

پیدا نہ ہو جو آپ زمین و زمان نہ ہو — آدمؑ نہ ہو مسیحؑ نہ ہو آسمان نہ ہو
یوسفؑ کا حسن ہیچ تھا بس جس کے سامنے — کیوں اس کا شیفتہ و اسیر ایک جہان نہ ہو
مالا بپچھے نہ یار کا بلکہ کہیں دروغ — ایسے زبان سے تو ہے بہتر زباں نہ ہو
لاکھوں کو کر کے شیفتہ پردہ ہیں چھپ گئے — ممکن نہیں کہ قتل کرے اور عیاں نہ ہو
اختر اٹھا کے ہاتھ کرو دل سے یہ دعا — یارب بہارِ عشق کو ہر گز خزاں نہ ہو۔

(۸۴)	ردیف ہائے ہوز	(۵)

دشمن پہ ہے واں لطف و کرم اور زیادہ — اور مجھ پہ ہے یاں ظلم و ستم اور زیادہ
جتنا تیرا دل چاہے مجھے اتنی پلا دے — ہے بسکہ تیرے ہاتھ ہیں کم اور زیادہ

جب یاد دلاتا ہے کوئی عشق کی باتیں
ہو جاتی ہیں یہ آنکھیں میری نم اور زیادہ

ہے عشق کی منزل بھی عجب لطف کی منزل
اس راہ میں اوٹھتے ہیں قدم اور زیادہ

کیا بات ہے تیری جو تجھ پہ کرے ظلم
کرتا ہے تو بس اس پہ کرم اور زیادہ

(۸۵) ردیف یائے تحتانی (۹)

ہو وصل ایسا کہ پھر دل میں آرزو نہ رہے
مٹوں میں تجھ پہ تری مجھ کو جستجو نہ رہے

وہ عشق عشق نہیں اور وہ چاہ چاہ نہیں
بسان قیس جو لیلی کی جستجو نہ رہے

دیا نہ پان بنا کر کبھی ستمگر نے
عدو کی بزم میں ہم آئے سرخرو نہ رہے

یہ آب وہی پہ دنیا کا سب ہے دار و مدار
مزہ ہو زیست کا کیا خود جو آبرو نہ رہے

خودی مٹا کے ہم آئے ہیں اے میرے مولا
کہ لن ترانی کی اب ہم سے گفتگو نہ رہے

وہ آدمی ہی نہیں جس میں خُلق ہو نہ ذرا
وہ گل تو گل نہیں جس گل میں گل کی بو نہ رہے

ہے ان کی رُخ کی زیارت زیارت مُصحف
ہے عشق بازوں کو لازم کے بے وضو نہ رہے

ترے ہی دید پہ موقوف زندگانی ہے
ہے زندگی کا مزہ کیا کہ جب کہ تو نہ رہے

یہ عشق بازی تو جائز ہے ہر طرح فلک
مرو پر ایسے پہ جس میں فنا کی بو نہ رہے

(۸۶) غزل ناتمام (۵)

بہلا ہیں حال دل اپنا کھون کاہے کو دلبر سے
وہ حالت دیکھ کر میری بنے ہیں خود ہی ششدر سے

ہماری گریہ و زاری تو دیکھو کس بلا کی ہے
برستا ہے بجائے اشک کے خون دیدۂ تر سے

ہو جب تک مال و زر سب ایک حد تک ساتھ دیتے ہیں
سیاہ بختی میں مت امید رکھ خویش و برادر سے

جو ہم کو بیوفا کہتے تھے وہ خود بیوفا نکلے
پس مردن یہ کہتے ہیں لپٹ کر لاش تیر سے

(۸۷) دیگر (۱۰)

گو اسیران قفس کہتے رہے صیاد سے
باز آیا وہ نہ ہرگز ظلم سے بیداد سے

گرہ

میں ادھر مضطر ہوں اور وہ بھی اُدھر ہیں مضطرب
ظلم میں تو اور بھی دگنی ترقی ہو گئی
دفن تو کرنا چمن میں کاش جب مر جائیں ہم
اس سے بہتر ہے کہ وہ جو کچھ کریں اس کو ہمیں
میں ادہر قربان ہوں اور تو ادہر قربان ہے
ہے یقین مل جائیگا دونوں سے صدقہ حشر میں
جس کے صدقے سے کہ اک خاصے سخنور بن گئے
باپ کے بنتے ہیں دشمن گر بھلائی کی کھے
کیوں بلایا تھا ہمیں کیا بات تھی جاتے ہیں ہم

طرح

کچھ اثر بھی مل گیا آکر میری فریاد سے
آسمان بھی مل گیا ہے اس ستم ایجاد سے
یوں قفس میں کہہ رہی ہیں بلبلیں صیاد سے
جب نہ ہو اس کو اثر کیا فائدہ فریاد سے
نرگس ان کو دیکھ کر کہتی ہے یوں شمشاد سے
کچھ شہ لولاک سے اور کچھ شہ بغداد سے
آج ہیں تیار لڑنے کے لئے استاد سے
آج کل امید بہبودی نہیں اولاد سے
وصل کی شب کہہ رہی ہیں نئی ناشاد سے

غزل ناتمام

(۸۸)

پہلے جوان کو ہم سے تھی الفت کہاں گئی
پہلے جوان میں تھی سو وہ عادت کہاں گئی
شوخی کدہر گئی وہ شرارت کہاں گئی
نیکی کدہر گیا وہ فصاحت کہاں گئی

(۲)

وہ چاہ کیا ہوئی وہ محبت کہاں گئی
وہ خُلق کیا ہوا وہ مروت کہاں گئی
وہ ناز کیا ہوئے وہ نزاکت کہاں گئی
وہ شعر کیا ہوئے وہ بلاغت کہاں گئی

دیگر

(۸۹)

جب کہ ہم پر وہ حسینوں کی عنایت نہ رہی
میرے اشعار میں وہ پہلے کی رنگت نہ رہی
درخور محفل عشاق تو اب ہم نہ رہی
پہلے تو خار قدمبوس مرے ہوتے تھے
ہمکو کافی ہے کشکول یہ خرقہ بس ہے
کہتے ہیں دیکھ کے سب پیر و جوان یہ مجھ کو

(۸)

وہ مسرت نہ رہی اور وہ فرحت نہ رہی
وہ فصاحت و بلاغت وہ طبعیت نہ رہی
حضرت عشق کی وہ پہلی عنایت نہ رہی
اب فضیلت نہ رہی اور عزت نہ رہی
ہم کو اب گیسوئے نور کی کوئی حاجت نہ رہی
پہلے جو آپ کی حالت تھی وہ حالت نہ رہی

جب سے چھینا ہے ترے دل کو کسی نے ناچیز		وہ شجاعت نہ رہی اور وہ ہمت نہ رہی

(۹۰)	دیگر	(۷)
دام سے ہم آئے ہیں چھوٹے ہوئے	مطلع	اس لیے ہیں بال و پر لوٹے ہوئے
ایک زمانہ ہو گیا او فتنہ گر		محفلِ عیش و طرب چھوٹے ہوئے
پھوٹی قسمت دیکھئے ہم سے ہیں وہ		محفلِ اغیار میں ہیں پھوٹے ہوئے
اے فلک مت چھیڑ پہلے ہی سے ہم		رہ زنانِ عشق کے لوٹے ہوئے
اور نمک پاشی کیا اُس یار نے		زخم دل دیکھا جو ہیں پھوٹے ہوئے
ان کی ہے ہر بات پر اب بھی یقین		جس کے وعدے سیکڑوں جھوٹے ہوئے
ساقیا ناچیز کو تری بزم میں	مقطع	ایک زمانہ ہو گیا چھوٹے ہوئے

(۹۱)	دیگر	(۷)
فرقت میں اِن بتوں کی رنج و ملال کیا ہے	مطلع	کیا جانے وہ ابھی سے نام وصال کیا ہے
جور و جفائیں اُن کے سہتا ہوں صبر کر کے		دم مارے اُن کے آگے میری مجال کیا ہے
یوسف کی ایک شیدا اِن کا زمانہ عاشق		کس سے مثال دوں میں اُن کا جمال کیا ہے
نرگس کو بھی چمن میں اُس آنکھ سے ہے خجلت		آگے ترے ستمگر چشم غزال کیا ہے
وعدہ میں وصل کا جب اُن سے لیا تو بولے		ہے کس خیال میں تو تیرا خیال کیا ہے
سینہ پہ بیٹھکر وہ خنجر پھرا رہے ہیں		اور کہہ رہے ہیں مجھ سے کہہ تیرا حال کیا ہے
وہ وقتِ نزع آکر بالیں پہ میرے بولے	مقطع	الفت میں جان دینا اختر کمال کیا ہے

(۹۲)	دیگر	(۱۱)
جس وقت سے دیکھا ہوں اک جلوۂ رعنائی		اس دم سے ہوں میں اس کا شیدائی و سودائی
خود مجھکو کیا رسوا اور آپ ہیں در پردہ		اور پوچھتے ہیں مجھ سے کیا باعث رسوائی

دل توڑ کے ساغر سے میخانہ کو رونق دے
کس کام کی پیرائش کیا خاک کی آرائی

جو دیکھنے والے تھے وہ دیکھ لئے جلوہ
ایک طور پر ہونی تھی جانان تری رسوائی

ظالم یہ سنورنے سے رہنا ہے یونہی اچھا
بے ہوش ہو سب عالم کس کام کی زیبائی

کون آئیگا کام اپنا جز جلوۂ جانان
ہان شب کی وہ تاریکی وہ قبر کی تنہائی

یعقوبؑ نے یوسفؑ کی فرقت میں صلہ پایا
اس طور سے روئے وہ جاتی رہی بینائی

ایک لحظے کی فرقت میں ہے اور ہی کچھ نقشہ
کس طرح سے گذریگی جانان شب تنہائی

تم سے بھی تو بڑھکر ہے ایک پردہ نشین میرا
بیکار ہے اے یوسفؑ یہ دعوئے یکتائی

مقطع
ہے نالہ کنان اختر مدت سے ترے در پر
معلوم بھی ہے تجھ کو اے محو خود آرائی

(۹۳) دیگر (۷)

مطلع
تری الفت مرے سر میں کچھ اب ایسی سمائی ہے
چل آ مجھسے گلے مل تجھکو تری ہی دہائی ہے

بوقت قتل قاتل سے کہا بیمار الفت نے
سنبھل کر پھیر تو خنجر تری نازک کلائی ہے

جفا بھی کرتے ہیں پھر اور دل لیکر مکرتے ہیں
کہ ایسے بھی جہان میں ہیں خدا کی کیا خدائی ہے

کیا جو وار تم نے تن کے دو ہی ہو گئے ٹکڑے
ترے اس دست نازک میں کہوں کیا کیا صفائی ہے

تمہیں اغیار سے ملنا مبارک ہو مبارک ہو
مگر افسوس تو یہ ہے کہ جو مجھ سے جدائی ہے

قیامت میں جو دیکھیں گے فرشتے بول اٹھیں گے
ہٹو دور آستہ آیا محمدؐ کا فدائی ہے

مقطع
غزل اشکر نیری یوں داد دیتے ہیں وہ ہنس ہنسکر
غضب کی ہے غزل نیر کہ جو تم نے سنائی ہے

(۹۴) دیگر (۶)

مطلع
مبتلا الفت میں ہوں جب سے بت بے پیر کی
مجھکو کب حاجت ہے مال و جاہ و جاگیر کی

دین و دنیا خلق و خالق اوس سے سب بیزار ہیں
جس کے دل میں جب نہیں اہل محبت پیر کی

مظہر ذات خدا کا آئینہ دل کو بنا
قند ہو گی جس قدر تعریف ہو گی کھیر کی

میں ادھر ہوں مضطرب اور وہ ادھر ہیں بیقرار
اب میری آہ رسا نے دیکھا تاثیر کی

میرا دل زلفوں میں اسکی مدتوں سے قید ہے
اس اسیر زلف کو حاجت نہیں زنجیر کی

اختر اب تم کو رہی استاد کی حاجت نہیں
شمع پر جب گل نہ ہو حاجت نہیں گلگیر کی

(۹۵) دیگر (٦)

اک دور میں کیا ساقی چھلک جائیں گے مےخانے
اب تو مئے احمر کے بھر بھر کے دے پیمانے

فانوس کے پردہ سے باہر تو نکل آؤ
اس شمع پہ جلنے کو تیار ہیں پروانے

جو ظلم تو کرتا ہے کہ ہم پہ ستمگر تو
جب آئے ہیں ہم قاتل در پہ ترے مرجانے

تم کہتے ہو محفل میں میری نہ کوئی آئے
جس جا پہ شمع ہو گی ہوں گے وہیں پروانے

آباد رہے ساقی تو اور ترا میخانہ
یوں دیں گے دعا تجھ کو دل سے ترے مستانے

تم سب سے نرالے ہو عشاق میں اے اختر
ہم نے بھی سنا یوں تو اوروں کے بھی افسانے

(۹٦) دیگر (۸)

اک دن بھی وفا کی بو نہ آئی
آخر کب تک یہ بے وفائی

آ جا آ جا ہے وقت آخر
اللہ رے تیری بے وفائی

ہے مجھ سے خفا عدو سے کھدو
لے تیری مراد اب بر آئی

اپنا تو عدو ہے سب زمانہ
ان سے راضی ہے سب خدائی

دل داغ سے لالہ بن گیا ہے
کب تک میں سہوں تری جدائی

نے وصل ہوا نہ جلوہ دیکھا
پھر کون سی آرزو بر آئی

یہ موسم گل ہے چھوڑ صیاد
اب باغ میں ہے بہار آئی

میت پہ میری وہ آ کے بولے
اوئی جی کیسی یہ بے وفائی

(۹۷) دیگر

کیا نرالی شے ہے دنیا میں دل ناشاد بھی
ذکر حق کرتا ہے اور کرتا ہے بت کی یاد بھی

چین ملتا ہے کہاں اس گردش افلاک سے
دو گھڑی میں شاد ہوں اور دو گھڑی ناشاد بھی

قصۂ فرہاد و شیریں کیا تعجب خیز ہے
میری حالت سنکے حیرت میں رہے فرہاد بھی

آنکھ میں ہے ان کی کچھ ایسی مسیحائی بھری
یک نگاہ ناز سے آباد ہو برباد بھی

پہلے ہی سے اس فلک نے ناک میں دم کر دیا
طرفہ تر یہ ہے بگڑ بیٹھا ہے پھر جلاد بھی

آ ہی اٹھی اس روز سے فصل بہاری باغ میں
ہائے بلبل کو نہ چھوڑا ان دنوں صیاد بھی

وہ بت اب جور و جفا میں اس قدر مشغول ہے
لاکھ سر پٹکو مگر سنتا نہیں فریاد بھی

یہ وہ دو چیزیں ہیں جنت کی حقیقت کچھ نہیں
روضۂ اطہر ہے اک اور دوسرا بغداد بھی

مقطع
اس کی وہ نازک کلائی سخت اختر کا گلو
وار کرتے کرتے اب تو تھک گیا جلاد بھی

(۹۸)	دیگر	(۱۳)

مطلع
میری جاں و جگر ہے ابروئے خمدار پر صدقے
میرا ایمان و دل ہے ہر بت دلدار پر صدقے

حسن مطلع
وہ ہاں کہتے ہی مجھ بیجان میں کچھ جاں آتی ہے
سوال وصل پر وہ ظاہرا انکار پر صدقے

ترے ہر پیچ میں وحدت ہے پنہاں ہے قسم حق کی
تری او جاں جاں اس لٹ پٹی دستار پر صدقے

جہاں تو پاؤں رکھتا ہے فرشتے آنکھ ملتے ہیں
تری اس دلربائی نازنیں رفتار پر صدقے

مہ و خورشید کو میں چاہتا ہوں اس لئے دل سے
کہ یہ دن رات ہوتے ہیں میرے دلدار پر صدقے

اگر دیکھے زلیخا بھول جائے حسن یوسفؑ کو
کہ ہو جائے وہیں دل سے شہ ابرار پر صدقے

قدوم پاک عالی پر ادھر حور و ملک قربان
ادھر وان حضرت جبریل ہیں سرکار پر صدقے

گناہیں دو گھڑی میں عمر بھر کے بخشتے جاتے ہیں
کہ جو ہوتے ہیں جاکر روضۂ سرکار پر صدقے

ہمیں افلاک کی گردش سے اے جاں صاف ظاہر ہے
ہیں ترے خال و خط اور ابروئے خمدار پر صدقے

ابابکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ پر بحمد اللہ
عناصر چار ہیں میرے فقط ان چار پر صدقے

مریض عشق جاناں ہوں مجھے اتنا ہی کافی ہے
مسیحا آگے ہوتے ہیں یہ مجھ بیمار پر صدقے

مقطع
بکھرنا دام ہی تھا پھنس گیا جا کر دل اختر
ترے بس او ستمگر زلف عنبر بار پر صدقے

(۹۹)	دیگر	(۵۱)

مطلع
کہیں دنیا میں نہ اس طرح ملک ہوتی ہے
ذہن گئی دل میں تو کچھو کی جھنک ہوتی ہے

مطلع ثانی
درِ دندان کی ترے ایسی جھلک ہوتی ہے
لعل میں اور نہ یہ ہیرے میں چمک ہوتی ہے

ر
ان کے رخسار پہ کچھ ایسی جھلک ہوتی ہے
شمس میں اور نہ قمر میں یہ چمک ہوتی ہے

حسن مطلع
ہے پسینہ میں تو اس یار کی خوشبو ایسی
مشک و عنبر میں نہ کچھ ایسی مہک ہوتی ہے

چہرۂ ماہ چھپتے ہیں بدلی میں اوسی دم بخدا
آپ کے جب رخ تابانی جھلک ہوتی ہے

قصۂ ہجر بیاں اُن سے کیا تو یہ کہے
سن لیا غیر میرے منہ میں دہک ہوتی ہے

بے سبب روٹھنا اچھا نہیں ہم سے جانان
تیرے ان باتوں سے غیروں کو کمک ہوتی ہے

وعدۂ وصل کو تو کر نہ سکا حیف وفا
جب سے ہر بات تری باعث شک ہوتی ہے

جب کہ اس شوخ سے لپٹا ہوں شب وصل میں میں
میرے ہر تار سے پھولوں کی مہک ہوتی ہے

چپ گیا خارِ نگہ آپ کے دل میں شائد
بے سبب آپ کے کیوں دل میں کھٹک ہوتی ہے

ناتوانی سے شب ہجر کے ایسا ہوں نحیف
شور بلبل سے میرے سر میں دھمک ہوتی ہے — طرح

کیوں نہیں کرتی اثر حق میں عدو کے یارب
میری وہ آہ جو بالائے فلک ہوتی ہے

ہائے رے عشق تباں کر دیا ایسا رسوا
جس جگہ جاتا ہوں اُس جا پہ ذک ہوتی ہے

گلرخوں کا ہے تسم مجھ پہ خدا کا ہے کرم
میرے ہر شعر میں پھولوں کی مہک ہوتی ہے

مقطع
بلہ ہے دو نار نظر سے اوسے کس کر اختر
کمر نازکِ جاناں کو لچک ہوتی ہے

(۱۰۰) دیگر (۶)

مطلع
لوٹتے ہیں ہم کہاں وہ تری صحبت کے مزے
دل پہ میرے نوٹ ہے ہر ایک ساعت کے مزے

حسن مطلع
تری الفت ہے کلید باب جنت بالیقین
ہم کو ہے معلوم سب تری محبت کے مزے

حق میں عشاقوں کے فرقت ہی امر کی رات ہے
جانتے ہیں ہم تری وہ شام فرقت کے مزے

ہاتھ میں وہ ہاتھ لیکر وعدۂ بخشش کئے
جانتا ہے یہ ہمارا دل ہی بیعت کے مزے

چاٹ ہے دل کو تیری کس طرح روکوں انہیں
چکھ چکے ہیں جبکہ ہم ناز و نزاکت کے مزے

مقطع
اب خیال بت کو اختر دل بھولائے کس طرح
پا چکے رسوائی میں کلیۂ الفت کے مزے

دیگر

(۱۰۲)		(۵)
بہت سی حسرتیں نکلیں یہ دل کی پھر بھی کم نکلے	مطلع	تمنا ایک باقی ہے ترے قدموں پہ دم نکلے
جو وہ بیٹھے ہوئے ہیں میں گھر سے دو قدم نکلے		تو شور اٹھا کے لو پھر بانی ظلم و ستم نکلے
وفا کے امتحان کے واسطے تھی گرم بازاری		صف عشاق میں گر باوفا نکلے تو ہم نکلے
اگر پردہ اٹھا دے تو جھگڑا صاف ہو جائے		ترے چھپنے سے یہ سب قصہ دیر و حرم نکلے
حروف نامہ اعمال مرے مٹ گئے فائق	مقطع	ندامت کے دو آنسو آنکھ سے میری جو نم نکلے

دیگر

(۱۰۳)		(۵)
حسن کی کیا ہاتھ دولت آگئی	مطلع	اون کو گویا بادشاہت آگئی
دل سے سب جاتا رہا رنج و ملال		سامنے جب اچھی صورت آگئی
بنا گو وس ظالم کی زلفوں میں پھنسے		حضرت دل کی جو شامت آگئی
اب خنجر سے ترے قاتل مجھے		آب کوثر کی حلاوت آگئی
آؤ آؤ فاتحہ دو دوستو	مقطع	حضرت نیر کی تربت آگئی

غزل ناتمام

(۱۰۴)		(۴)
جب دغا پر دغا کرے کوئی	مطلع	ان سے کب تک دغا کرے کوئی
دل لیا اور درپئے جاں ہے	حسن مطلع	ایسے قاتل کو کیا کرے کوئی
جب مسیحا وہ خود کو سمجھا ہے		پھر تو میری ہی دوا کرے کوئی
ماہرویوں پہ اب نہ مر اختر	مقطع	لاکھ اچھا ہوا کرے کوئی

دیگر

(۱۰۵)		(۵)
ایجاں تمہاری شکل سا ملنا محال ہے	مطلع	حوروں کا سامنے ترے ادنی اجمال ہے
ابرو مثال خنجر و نرگس مثال چشم	حسن مطلع	خود چال کی ترے نہیں کوئی مثال ہے
زلف سیاہ نے تری مجھکو کیا اسیر		واللہ زلف میرے لئے ایک جال ہے

میں حسن کی زکواۃ جو مانگا تو یہ کہے		بس اب میرا تو ملنا بھی تم سے محال ہے
اختر غزل کو سن کے تری داد سب نے دی	مقطع	اور یوں کہا کہ آپ کا بھی کیا خیال ہے

(۱۰۶)	دیگر	(۷)
کمی کچھ ظلم میں اپنے نہ رکھا آسمان باقی	مطلع	کچھ ایسا ہمیں ڈالا کہ نہ چھوڑا استخوان باقی
تو اک لمحہ ہمیں گل کے قرین رہنے نہیں دیتا	حسن مطلع	رہیگا تا قیامت تو بھلا کیا باغبان باقی
ہوا جب سے کسی کے زلف کا سودا امیر سر میں		نہیں ہے جب سے مجھکو شوق سیر گلستان باقی
رہوں ہر دم ثنا خوان ترا اور ترے مجنون کا		رہے جب تک دہن میں یا خدا میرے زبان باقی
پس مردن وہ میت پر میری رو رو کے کہتے ہیں		نہ تھی کچھ قدر تھا جب تک حکیم اللہ خاں باقی
وہ سنکر قصۂ ہائے ہجر یوں کہتے ہیں ہنس ہنس کر		ہوئی بس ختم یا ہے اور کچھ اب داستان باقی
کرو اعمال نیک اور چھوڑ دو افعال بد اختر	مقطع	کوئی رہنے کو آیا ہی نہیں یاں جاودان باقی

(۱۰۷)	دیگر	(۵)
ادھر کو ماہ تھا اور ادھر شراب بھی ہے	مطلع	اسی میں مست ہوں مانا کہیں عذاب بھی ہے
مزا وصال کا آئے نہیں تو پھر کیا ہے	حسن مطلع	ادائیں سیکڑوں ان میں ہیں اور حجاب بھی ہے
غرور ان کو نہ ہوئے تو ہوئے پھر کس کو		حسین سب سے ہے بہتر و پھر شباب بھی ہے
جو نام وصل کا لیتا ہوں رہتے ہو خاموش		میرے سوال کا اے مہربان جواب بھی ہے
جو ہجر یار چھپکے ہوا اشک جاری ہے	مقطع	تمہارے رونے کا اختر کوئی حساب بھی ہے

(۱۰۸)	دیگر	(۹)
جب میری طرف فتنۂ محشر نے نظر کی	مطلع	میں نے کبھی دین کو کبھی ایمان نذر کی
ہے باعث توقیر غلامی ترے در کی	ثانی	اب کیوں ہو تمنا ہمیں پھر کیسۂ زر کی
کہتے ہیں جسے شمس نشتر ہے میرے دل کا	حسن مطلع	دوزخ جسے کہتے ہیں وہ شورش ہے جگر کی

تیر نگۂ ناز سے اب قتل ہی کر دو		حاجت ہے بھلا آپ کو کیا تیغ و تبر کی
نالہ کی بدولت ہے یہ سب دشت نوردی		منت کروں اب دشت میں کا ہیکو خضر کی
ایک لخت وہ پہلو سے میرے چلدے اٹھکر		آواز وہ جس وقت سنے مرغ سحر کی
ملتے نہیں آپس میں کبھی صورت ساحل		ہے اندنوں حالت ہی عجب دیدۂ تر کی
کچھ بیم قیامت نہیں ہو جب کہ حمایت		صدیق رض کی عثمان رض کی حیدر رض کی عمر رض کی
بابی ترے پلے ہوں جب شافع محشر	مقطع	اب تو ہی بتادے تجھے کیا بات ہے ڈر کی

(۱۹)	دیگر	(۱۵)

میں پیر اس کے چومتا جاتا ہوں پیار سے	مطلع	آتا ہے جو کوئی کہ تمہارے دیار سے
مت ناامید ہو گناہِ بے شمار سے	ثانی	رحمت یہ کہہ رہی ہے کسی بادہ خوار سے
خوف و خطر نہیں ہے یار روز شمار کا	،،	مل جائیگی مدد خلفائے کبار سے
ایکدن وہ آئیگا کہ خزاں آئیگی ضرور	حسن مطلع	اے بلبلو لگاؤ نہ دل کو بہار سے
آنکھیں جدہر بھی لگ گئیں ہٹنا محال ہے		حالت یہ ہو گئی ہے ترے انتظار سے
شب کو ہے نیند اور نہ کچھ دن کو چین ہے		اکتا گیا ہے دل میرا لیل و نہار سے
سو آفتوں سے خونِ تمنا کئے ہوئے		ہم نامراد جاتے ہیں تیرے دیار سے
لطف و عطا و جود ہی شاہوں کا کام ہے		کہدو یہ ملک حسن کے اس شہر یار سے
جو زندگی میں پوچھے نہ اکبار بھی کبھی		روتے ہیں اب لپٹ کے وہ میرے مزار سے
جس دم سنے وہ مرغ سحر کی ندائے بد		واحسرتا کہ چلدئے میرے کنار سے
ہر شکار گھر سے جو نکلا وہ نازنین		آکر کھڑے ہیں آہوئے صحرا قطار سے
سو خم یہ خم اڑاتا ہوں ساقی میں کیا کرو		کافور نشہ ہوتی ہے رنجِ خمار سے
محفل میں آپ کی نہ ہوں میں تو کیا کروں		ہوتا ہے قرب گل کو ہمیشہ ہی خار سے
ذرہ نواز چاہے تو بخشے وگرنہ اب		مشکل ہے سر اٹھانا گناہوں کے بار سے
جی کھول کے پی ابھی نہیں شراب کو	مقطع	کالی گھٹا بہت گھری ہے مجھ بادخوار سے

دل جلوں کی آہ میں سوز نہانی اور ہے	مطلع	عاشقوں کے عشق کچھ سخت جانی اور ہے
یہ سمجھو حالِ ظاہر دیکھنے میں خوب ہوں	حسن مطلع	صدمۂ فرقت کی اسے دلبر نشانی اور ہے
شیوۂ جور و جفا اوس پہ ستم شوخی بلا		نازہ بھی اُس پہ بلائے آسمانی اور ہے
اس گھڑی آجا قاصد اے وصل کا مژدہ تو آئے		گر نہ ہوگا وصلِ جاناں دل ہٹیلانی اور ہے
قصۂ فرہاد و شیریں لیلیٰ و مجنوں کہاں	مقطع	عشق کی تیرے تو اے اختر کہانی اور ہے

(۱۱۰)	دیگر	(۵)

ان کی اُبرو تو کچھ خم ہے خدا خیر کرے	مطلع	حالت اُس بت کی تو برہم ہے خدا خیر کرے
یہ یقین مجھکو ہے ہو وے گی قیامت برپا	حسن مطلع	وہ تو آمادۂ ماتم ہے خدا خیر کرے
میرے سینے پہ وہ شمشیر لئے بیٹھے ہیں		اُن کے قبضہ میں مرا دم ہے خدا خیر کرے
کوئی بسمل کوئی بیتاب کوئی بسمل ہے		عاشقوں کا تو یہ عالم ہے خدا خیر کرے
ہے یقین آج فلک ٹوٹ پڑیگا ناگہ	مقطع	ہم سے عشاق کا ماتم ہے خدا خیر کرے

(۱۱۱)	دیگر	(۶)

نہ مونس ہے میرا غمخوار کوئی اور نہ ہمدم ہے	مطلع	اگر ہے تو غم دوری ہے میں ہوں اور ماتم ہے
نہ آئے پاس میرے اور گئے تم غیر کے گھر کو	حسن مطلع	مجھے اس کا ہے رونا مجھے ہے تو یہی غم ہے
لئے پھرتے ہیں شمشیر اور وہ ہیں تاک میں میری		عدو کی ہے لگاوٹ جو کہ وہ بت مجھ پہ برہم ہے
وہاں وہ سو رہے ہیں سیجِ گل پر ساتھ غیروں کے		یہاں اب آنسوؤں کے تار سے دامن میرا نم ہے
تصور جم گیا جب سے کسی کے روئے روشن کا		بحمد اللہ میرا اندنوں اب دردِ دل کم ہے
خمی یہ ہے سرخ کھنے کی سبب سمجھو نہ تم اختر	مقطع	کہ کوئے یار کے لیتا ہے بوسے اس لئے خم ہے

(۱۱۲)	دیگر	(۵)

ہر شیخ و برہمن کو تیری ہی جستجو ہے	مطلع	ہر ایک کی زباں پر تری ہی گفتگو ہے

کوئے بتاں میں جا کر کیونکر کروں نہ سجدہ
اچھا ہے یہ بہانا کیونکہ ہے عید کا دن
خون بعد قتل کے بھی پابوس ہو رہا ہے
نایؔ کو آزمانا چاہو تو آزما لو

حسن مطلع — کعبے میں میکدے میں ہر جائے تو ہی تو ہے
او دلربا گلے مل مدت سے آرزو ہے
بعد فنا بھی مجھ میں باقی دفا کی بو ہے
مقطع — میدان سامنے ہے اور تیغ رو برو ہے

(۱۳) دیگر (۷)

نہ کلیسا میں نہ کعبے میں نہ وہ محمل میں ہے
حد ہے فرقت سے میری جان بڑی مشکل میں ہے
جس نے دیکھا اوسکو وہ ساری خدائی دیکھ لی
جس کو پالا تھا بڑی ناز و نزاکت سے مگر
آپ تو ایک بار بھی پوچھے نہ ہم سے حال دل
یہ مرے جذبہ محبت کا اثر تو دیکھئے
اوسطرف خوف خدا اور اسطرف پاس وفا

مطلع — بات ایمان کی اگر پوچھو تو میرے دل میں ہے
مطلع ثانی — صاف کہدیتے نہیں کیوں جو تمہارے دل میں ہے
حسن مطلع — عکس دو عالم کا میرے یار کی ایک تل میں ہے
دیکھئے وہ بیوفا دل کوچۂ قاتل میں ہے
ہم تو آکر مدتوں سے آپ کی محفل میں ہے
میں ادہر مضطر ہوں وہ بھی مضطرب محمل میں ہے
مقطع — جان اختر کی بڑی مشکل سے بھی مشکل میں ہے

(۱۴) دیگر (۶)

پھر بچو لگا تو بچو لگا ترے آجانے سے
میرا ارمان نہ گیا آپ کی حسرت نہ گئی
یہیں ہم مر جائیں گے گڑ جائیں گے سڑ جائیں گے
راکھ ہو کر تیرے کوچہ میں بگولا سا پھروں
بعد مردن یہ کھی لاش پہ حسرت رو کر
ہو سفر آپ کو کعبے کا مبارک اے انتھی

مطلع — ہو گی ہرگز نہ شفا لاکھ دوا کھانے سے
حسن مطلع — صاف کہدو تو سہی فائدہ شرمانے سے
ہم اٹھے ہیں نہ اٹھیں گے در میخانے سے
آتش عشق سے ڈرتا نہیں جل جانے سے
ہائے کیا حال ہوا ہے تیرا غم کہانے سے
مقطع — پہلے ہوتے ہوئے جانا بھلا بن جانے سے

(۱۵) دیگر (۷)

جب سے اُس گلرو سے الفت ہو گئی

مطلع — کیا کہیں کیا دل کی حالت ہو گئی

باعث آزار اُلفت ہو گئی	مطلع ثانی	زندگی ہم کو مصیبت ہو گئی
جس گھڑی اُس بت سے فرقت ہو گئی	ز ثانی	میرے حق میں ایک قیامت ہو گئی
اُن کی شیدا ساری خلقت ہو گئی	ر	ایک تماشہ اُن کی صورت ہو گئی
واہ رے حُسن آپ کا نام خدا	حسن مطلع	ہر گلی کوچہ میں شہرت ہو گئی
جو کہ اپنے جرم پر نادم ہوا		ساتھ ہی اُس کی شفاعت ہو گئی
اختر اس بت کی محبت میں تری	مقطع	ہائے ہائے کیسی صورت ہو گئی

(۱۶) دیگر (۶)

جب سے ہم اس حُسن یکتا کے ثنا خواں ہو گئے	مطلع	تب سے ایک ایک شعر کے لاکھوں قدرداں ہو گئے
اف رے وحشت جسم پر ہے تار تار اپنا قبا	حسن مطلع	ایک گریباں کی جگہ لاکھوں گریباں ہو گئے
تھا کمند زلف کا یہ طائر دل پھنس گیا		میرے حق میں دام۔ اُن کے زلف پیچاں ہو گئے
جنکی صورت دیکھ کر مہتاب ہوتا تھا خجل		خاک میں بھی کیسے کیسے شکل پنہاں ہو گئے
کیوں نہ جائے قدر اختر شاعری کی آج کل		جب کہ ہم سے طفل مکتب بھی سخنداں ہو گئے

(۱۱۷ دیگر (۷)

تُو نے دل لے لیا اب جاں پہ بن آئی ہے	مطلع	دم لبوں پر ہے ترا نزع میں سودائی ہے
آشیانوں میں تو سب ہوونگے خوش خوش صیاد	حسن مطلع	مجھکو بھی چھوڑ دے گلشن میں بہار آئی ہے
ماہ ساون بھی ہے اور موسم برسات بھی ہے		آج میخوار و پہ رحمت کی گھٹا چھائی ہے
مانتا ہی نہیں دل میرا کروں کیا ناصح		جانتا ہوں کہ رہ عشق میں رسوائی ہے
نہ خوشی کی ہے خوشی اور نہ غم کا کوئی غم		کنج مرقد بھی عجب گوشۂ تنہائی ہے
تو نے مجھ کو جو کیا اپنے نظر میں منظور	مقطع	یہ تو اے جان تری حوصلہ افزائی ہے

کیسے احوال اطبا سے کہوں میں آخر
اب تو موقوف اے اختر تری گویائی ہے

نوٹ

معزز ناظرین! مرحوم کی ایک بیاض جس میں تقریباً (۵۰-۶۰) غزلیات ہوں گے تلف ہو گئی جن میں کے چند اشعار جو زبانی یاد تھے وہ درج ذیل ہیں کیونکہ بوقت ترتیب کاتب کی سہو نظری سے وہ چھوٹ گئے تھے۔

(۲)

(۱۱۸)

در جہاں بہتر ز مصحف روئے تو | خوشتر از طاقِ حرم ابروئے تو
تا بماند مہر و ماہ باشد ظفر | نیکو این است ہمتِ بازوئے تو

(۵)

(۱۱۹)

ہوا جب سے اسیرِ زلفِ جانا | ہے تب سے حال میرا وحشیانہ
فقط باقی تھا تن سے جان جانا | ہوئے پہلو سے میرے جب روانہ
پڑا اوس پر ترقی کا نہ سایہ | ہوا زیرِ زمین جب تک نہ دانہ
ہو پہلے خاکساری کے تم عادی | اگر چاہتے ہو شانِ خسروانہ
اٹھا اس طرح سے نیچی کا لاشہ | ملک تھامے ہوئے تھے شامیانہ

دیگر

(۶)

(۱۲۰)

دیگر

جس دن سے میں دیکھا ہوں وہ جلوۂ جانانہ | ہیں اُس شمع وحدت کا اُس دن سے ہوں پروانہ
اٹھتے ہی نقاب ان کا میں ہو گیا دیوانہ | اللہ کا گھر جاکر اب ہو گیا بت خانہ
پابند زہد جو ہیں وہ آج یہ کہتے ہیں | تلچھٹ کا ہی دلا ہم کو او ساقی میخانہ
میخانہ میں رندوں نے یہ شور مچایا ہے | خالی ہے ارے ساقی بھرے میرا پیمانہ
اس وقت وہ قابض ہیں اس وقت وہ مالک ہیں | دل اپنا جو تھا جاکر اب ہو گیا بیگانہ
جز یار کے اے اختر کون آئیگا کام اپنے | اوس حشر کے میداں میں اپنا بھی ہے بیگانہ

بن حسب ظفر

احوال بیماری مشفق و شفیق عنایت غربائے خاص جناب مولوی سید مظفر الدین خاں الخطاب
عرف چاند پاشاہ صاحب نبیرہ نواب رعد جنگ دلاور الدولہ دلاور الملک بہادر بخشی فوج و ذی الافواجی دام سلامتہ

چاند پاشاہ پڑے تھے جب بیمار
نقل و حرکت سے تھے بہت ناچار

کس کو تھی اُن کی زندگی کی امید
شکرِ حق زندگی ہوئی دوبار

گرچہ دشمن بھی ان کا دیکھتا حال
صدقہ ہوتا و کرتا جان نثار

ان کی حالت تو کچھ عجب ہی تھی
شب کو تھی نیند اور نہ دن کو قرار

کیا تھے امراض اور تھے کیا اثرات
اُس کے بدلے تھا آسماں چڑھنا وار

کونسی تھی وہ ایسی شوم گھڑی
بست و یک (۲۱) روز تک نہ اترا بخار

جگر و معدہ و طحال خراب
زندگی کے تھے باقی کب آثار

یہ تکالیف اور مصائب سے
اپنے جینے سے آپ تھے بیزار

اپنی حالت پہ آپ کرکے نظر
رو کے کہتے تھے ہوں بہت ناچار

عرق و لیپ و سفوف اور معجون
ادویہ کا تھا واں عجیب انبار

تھے عیادت کو صرف حکما ہی
کوئی غمخوار تھا نہ مونس و یار

جب گِلہ کرتے تھے تو کہتے تھے
تھا (ہے) ظفر آج ہم کو خانگی کار

جب بُرے وقت پر نہ ہوویں دوست
ایسے احباب پر صدا پھٹکار

ظاہرا دوستی ہے سب بیکار
رکھو باطن میں بھی محبت و پیار

دعوۂ دوستی جو کرتے تھے
وہ بجاتے تھے گھر میں طبلہ ستار

دوست احباب سے گلہ ہی نہیں
پاس آتے نہ تھے قرابت دار

یار غمخوار اور اقارب سے
تجربہ ہو گیا ہے اَب کے بار

اُن کے ماموں کا کیا لکھوں احوال
چین اُن کو تھا یک گھڑی نہ قرار

والدہ کی بھی اُن کے یہ حالت
مضطرب بے قرار و سینہ فگار

آہ کرتی تھیں اور کبھی نالے
رات دن روتی تھیں وہ زار و زار

بخش دے نورِ عین کو میرے
والد کی دعا تھی لیل و نہار

رقم کی خرچ اور سختیاں جھیلیں
جس کا اندازہ ہے نہ کوئی شمار

چاند پاشاہ کی نیک خوبی کا
کون ہے وہ کہ جس کو ہو انکار

کم سنی میں فصیح اور بلیغ	کم سخن با مروت و ہشیار
سامنے ان کے کچھ نہیں حاتم	صرف تنخواہ سے بیٹھے ہیں ناچار
اپنے مذہب کا گرچہ کام پڑے	کر دے اسلام پر یہ جان نثار
اللہ اللہ رے غزلیات و نعت	یہ عمر ہی میں شاعروں میں شمار
خیر جو خو ہے اُن میں نیک ہی ہے	راستگو۔ دانا۔ پارسا۔ دیندار
گر کسی میں نہ ہوں جو یہ عادات	خلق ناراض ہو۔ خدا بے زار
دین و دنیا میں یہ رہیں خوش حال	عشق احمد میں یہ رہیں سرشار
اُن کی تنخواہ اُن پہ جاری ہو	حکم دیویں خدا کرے سرکار
اُن کو صحت دے علم و عزت دے	یا خدا ان کے دور ہوں افکار
خیر خواہ اُن کے ہوں قبول خدا	ہوں عدو اُن کے سب ذلیل و خوار
صحت کامل دے تو خدا کے لئے	میری تو یہ دعا ہے سو سو بار
عمر اُن کی ہو اِس قدر یارب	جس قدر ہیں یہ اُن کے جسم پہ تار
میری ایسی سمع خراشی ہے	ہو گئے ہونگے آپ سب بے زار
آپ نے سن کے مجھ کو عزت دی	گو کے قابل نہ تھے میرے اشعار
نہیں عالم ہوں اور نہ فاضل ہوں	لیک ہوں ایک بندۂ غفار
میرے کیا شعر میری کیا ہستی	ہیں گنہگار اور ناپیکار
کل جو تھے یار آج ہیں اغیار	ہے نہ ایک رنگ پر زمانہ یار
اے ظفر اُن پہ اعتماد نہ کر	دوستیں ہوں اگر پچاس ہزار
کون آتا ہے کس کے کام اخیر	ہے یہ مطلب کا سب زمانہ یار

(۱۲۲) ایک پرندے کی فریاد (۱۱)

گرہ	لے آئی ہے کششِ گل کشاں کشاں صیاد	مطلع	وگر نہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد
	خدا کرے تیرا ویراں ہو خانماں صیاد	حسنِ	میرا اجاڑ دیا تو نے آشیاں صیاد

تو خواہ مخواہ کے کیا ہے اسیرِ دام مجھے
خدا ہی جانے کہاں پہ ہیں میرے اہل و عیال
میرے تو سینے پہ تو سانپ لوٹ جاتے ہیں
اگر چہ خیر تو چاہتا ہے اپنی چھوڑ مجھے
تو اس خیال سے باز آ کہ میں بھی کچھ شئے ہوں
یہ ہفت وارض و سما کو وہ زلزلہ ہوگا
پتہ کہیں نہیں ملتا ہے آشیانے کا
جو دانہ دام پہ تھا چگ رہا تھا میں اوس کو
رکھیں گے کان میں روئی جناب اسرافیل
نہ کچھ قصور ہے تیرا نہ کچھ خطا میری
اگر میں چاہوں تو تیرا مٹا دوں نام و نشاں

نہ خالی جائیگی یہ آہِ بے کساں صیاد
بہت زمانہ سے چھوٹا ہے آشیاں صیاد
مجھے جب آتی ہے وہ یاد گلستاں صیاد
وگرنہ ٹوٹ پڑیگا یہ آسماں صیاد
کبھی تو لائے گی رنگ آہِ بے زباں صیاد
اگر سنانے لگوں میری داستاں صیاد
کچھ اِس طرح سے مٹایا ہے خانماں صیاد
کمین سے دیکھ لیا مجھ کو تاک کہاں صیاد
اگر چہ کرنے لگوں آہ اور فغاں صیاد
قضا لے آئی رہی مجھ کو کشاں کشاں صیاد
ترس یہ کھاتا ہوں کیونکہ ہے نوجواں صیاد

(۱۲۳) طور زمانہ (۱۳)

آج کل کی یہی تہذیب ہے سنئیے مسٹر
ڈانسنگ ہی میں تو ہر طرح سے دن کٹ ہی گیا
اور یہ ڈاکٹری صاحب کا تو ایمان ہے
سوٹ سلوانے وہاں حشر کا مجمع ہو بپا
صاحب کی پارٹی میں باپ کا گھر ہوئے گذر
گھر میں ہانڈی نہ چڑھے چولے پہ پروا ہی کیا ہے
گھر میں ماں باپ بھوکے ہوں تو بھوکے ہی سہی
شال دوشالہ کی ہستی نہیں اُس کے آگے
باپ کا دم ہی نکلتا ہے تو پروا ہی نہیں
صاحب کا قول ہے انگلینڈ کی تہذیب یہ ہے

کم سے کم فورڈ کی گھر پہ ہو ایک اعلیٰ موٹر
رات کٹنے کے لیے صاحب کو ہو ایک تھیٹر
ہاضمہ کے لئے ہو صاحب کو تو ریڈ کلچر
گرچہ لنڈن کا یہاں اترے یک ادنیٰ ٹیلر
کھتے ہیں ہنسنے ہیں لو آگیا اپنا جوکر
صاحب تو مست ہے تو پیا ک برانڈی لیکر
دو قدم کے لئے ہو صاحب کو بیسیکل ہمبر
گرچہ انگلینڈ کا آیا ہو کیٹیلا مفلر
صاحب کو جانا اوسیوقت ہے واجب تھیٹر
وہ تو انسان نہیں رکھے جو نہ بارہ کالر

نظرِ خلق ہیں سرتاج ہے شاہنشاہ ہے
گر کمینہ سے کمینہ بھی جو لے موٹر

گر نصیحت کرے کوئی تو وہ یوں کہتے ہیں
خیر میں سن لیا موقوف کرو اب لکچر

تیرا ہر شعر نصیحت سے نہیں ہے خالی
طورِ دنیا کا تو فوٹو لیا تو نے اختر

(۱۲۴) نامہ بنام محب دور افتادہ (۵)

آیا جو خط جناب کا عین انتظار میں
کچھ ہو گیا قرار دلِ بے قرار میں

مدت کے بعد آپ کا خط لایا نامہ بر
دیکھے سے جس کے شاد ہوئے جان اور جگر

میں آپ کی دعا سے ہوں بخیریت یہاں
کس طور سے گذرتی ہے اب آپکی وہاں

رہتی ہے یاد آپ کی ہر روز مہربان
کرتے نہ ہوں گے یاد کبھی بھول کر وہاں

مسٹر ہیش اور ظفر بولے ہیں سلام
اور یاد کرتے رہتے ہیں دونوں تمہیں مدام

(۱۲۵) سہرا (۹)

کس کو امید تھی دیکھیں گے خدایا سہرا
تجھ کو منظور تھا جو ہم کو دکھایا سہرا

ہفت اقلیم میں یک دھوم مچی شادی کی
عرش سے فرش تلک شور مچایا سہرا

خلد سے پھول فرشتوں نے جو چن لائے تھے
دے کے حوروں کو وہ ہاتھوں سے گندھایا سہرا

تارِ مقیش نہیں سمجھو کہ ہے ٹیلیفون
کیونکہ نوشہ کو دولہن سے ملایا سہرا

مادر و پدر و اقارب و احبا خوش ہیں
جو اثر اپنا دکھانا تھا دکھایا سہرا

چشم بد دور نظر لگے نہ اس چہرے کو
ہو کے حائل رُخِ نوشاہ پہ آیا سہرا

اقربا سارے تھے مشتاق کہ سہرا دیکھیں
اُن کی امید کو بر لا کے دکھایا سہرا

چرخ بھی لیکے بلائیں یہ دعا کرتا ہے
طفلِ نوشاہ کا دکھا مجھکو خدایا سہرا

نیک اختر ہے دولہا اور دولہن اے اختر
کیونکہ غلماں نے گندھا او سجایا سہرا

(۱۲۶) دیگر (۹)

در تہنیت شادی میمنت آبادی عالیجناب مولوی سید خواجہ فضل اللہ صاحب منصف

مطلع — نہیں ممکن متحرک نہ ہو دم بھر سہرا
کہتے ہیں حور وجناں دیکھ کے سر پر سہرا
مطلع ،، — اور بھی حسن فزوں کر دیا رخ پر سہرا
نہیں بے سود سکوں اور حرکت اس کی
،، — واہ کیا موہنی صورت ہے تیری نام خدا
دولت حسن کا پہلے سے دہنی ہے یہ تو
تجھ سا یوسف نہ نظر آئیگا اس کو نوشہ
جیسے باندھے ہیں ترے خویش اقارب تجھ کو
اہل محفل کی زبان پر یہ سخن جاری ہے

کیونکہ پھولوں میں سماتا نہیں کیسر سہرا
ہم نے اس طرح کا دیکھا نہیں خوشتر سہرا
تو جو پیارا ہے تو بہتر سے ہے بہتر سہرا
قلزم وصل میں گویا ہے شناور سہرا
صدقے ہوتا ہے تیرے چاند سے رخ پر سہرا
گویا سونے پہ سہاگا ہوا آکر سہرا
ہمہ تن چشم زلیخا بھی ہے بنکر سہرا
تو بھی باندھے ترے فرزند کے سر پر سہرا
واہ واہ خوب لکھا آپ نے اختر سہرا

(۱۲۷) دیگر (۱۱)

مطلع — گوندھ کر لائے ہیں جو حور شمائل سہرا
دوستوں کے لئے ہے دفع تپش رفع ملال
حسن مطلع — تجھ کو مستانہ بنایا میرے پیارے نوشہ
تجھ پہ جھل جھل کے جو خود آپکو کرتا ہے نثار
اس کی کلیوں میں محبت کی ہویدا بو ہے
واہ واہ خوب بنا صلی علیٰ شان خدا
لوگ کہتے ہیں کہ موجود ہے بدلی میں قمر
اس کے پھولوں سے حسینوں کی بھی بو آتی ہے
یہ تو ممکن نہیں لگ جائے نظر نوشہ کو
مقطع — اس کے احباب کے ڈالنے سے ہوا یہ ثابت

نظر بد سے بچانے کو ہے حائل سہرا
حق میں دشمن کے ہے یہ زہر ہلاہل سہرا
جھومتا جھامتا آگے مقابل سہرا
ہے کچھ اس طرح تری چال پہ مائل سہرا
دیکھو مہکائے ہے کسطرح سے محفل سہرا
دیکھکر کہتے ہیں سب حور شمائل سہرا
جب کہ آجاتا ہے اوس رخ کے مقابل سہرا
کیونکہ یوں چھیتا احباب کا ہے - دل سہرا
حق میں بد بیں کے بنا بیٹھا ہے قاتل سہرا
حسن نوشہ کا ہر طرح ہے قائل سہرا

کیجئے عفو جو اختر نے دیا ہے تصدیع
آپ کے سننے کے تھا کیونکہ نہ قابل سہرا

(١٢٨)	دیگر	(١١)

گوندھ کر خلد سے لائے ہیں جو غلماں سہرا	بن گیا زیب دِہ وہ عارضِ تاباں سہرا
آج موقع اسے پابوسی نوشہ جو ملا	اپنی قسمت پہ عجب ہو گیا نازاں سہرا
رخ نوشہ کو تبلا کے یہ کہتے ہیں ملک	تیرے ہی چاند سے چہرے کو ہے شایاں سہرا
یہ تو ممکن ہی نہیں لاگے جو نظر نوشہ کو	سورۂ رب فلق پڑھتا ہے ہر آن سہرا
کہیں گل کی کہیں سوسن کی بہار آئی ہے	بن گیا ہے ہمہ تن رشکِ گلستاں سہرا
رخ با فیض کے ہے فیض سے وہ جذب نصیب	کھینچ لیتا ہے دلِ حور و سلیماں سہرا
نظر بد کا گذر ہو تو بھلا کیونکر ہو	کھینچکر بیٹھا ہے اب خنجرِ براں سہرا
عمر بھر ہیں جو نہ یہ چاند سا چہرا دیکھا	اب جو دیکھا تو ہے انگشت بدنداں سہرا
رخ نوشہ کے ہر بار تصدق ہو کر	اپنی ہستی کو کیے جاتا ہے قرباں سہرا
پھاڑ کر چشم کو اپنے یہ اب حتی المکاں	روئے نوشاہ کو ہے دیکھتا ہر آن سہرا
واہ واہ آپ کے کیا کہنے جنابِ اختر	سن کے یوں کہتے ہیں ہر بار سخنداں سہرا

(١٢٩) مخمس حضرت نیر مرحوم و مغفور بر غزل ظفر حیدرآبادی (١٣)

رشکِ گل معشوق میرا اور رشکِ حور ہے	حسن کے جلوہ کے تصور سے یہ سینہ طور ہے
جس طرف دیکھوں نظر آتا مجھے ایک نور ہے	دل خیالِ وصلِ جاناں سے میرا مسرور ہے
غم ہے اس غم کا مجھے دل دلربا سے دور ہے	
کیوں کہوں کس کا ہے مجھکو ہجر کی شب انتظار	کوئی کروٹ کوئی پہلو ہی نہیں دل کو قرار
شعر یہ رہ رہ کے آتا ہے زبان پہ بار بار	مار ڈالو یا جلاؤ تم کو سب ہے اختیار
میرے حق میں جو کرو تم وہ مجھے منظور ہے	
حسن کے اوصاف تیرے مجھ سے کب ہونگے بیاں	تو ہے رشک ماہ اور رشک حسینانِ جہاں
دل پہ میرے چھا رہے ہیں ہر زماں حیرانیاں	کس سے نسبت دوں تری صورت کو اے جانِ جہاں

تو بشر ہے یا ملک ہے یا پری یا حور ہے

دولت دنیا کا غم کب تک تو منعم کھائیگا
کھو خودی کو اپنی تو بیشک خدا کو پائیگا
چار دن کا ہے خزانہ تجھ کو کیا کام آئیگا
خاک سے پیدا ہوا ہے خاک میں مل جائیگا
دولت دنیا پہ کیوں اتنا ہوا مغرور ہے

یوں ہی وہ کب تک رہیگا مبتلائے رنج و غم
التجا سرکار سے اتنی ہے اس پر کم سے کم
آپ کی فرقت ستاتی ہے اوسے بس دم بدم
ایک دن اپنے ظفر پر کیجئے لطف و کرم
سنگ فرقت سے دل افسگار تو چلنا چور ہے

(۱۳۰) دیگر (۱۳۱)

جتنی ہونی تھی وہ مجھ سے اشکباری ہو چکی
اب تو بدنامی جہان میں بس ہماری ہو چکی
خاک کا پتلا ہوں میں بس خاکساری ہو چکی
سجدہ ان کو کر چکا ایمانداری ہو چکی
پی لیا مے زاہدا پرہیزگاری ہو چکی

ہائے میں کس سے کروں اپنی مصیبت کا بیاں
رات دن مجھ کو ستاتی ہے میری بے چینیاں
کیا کہوں دل کو نہیں ہے چین میرے اک زماں
عشق نے ترے پھرایا کو بکو جاں جہاں
ترے عاشق کی جو ہونی تھی وہ خواری ہو چکی

میں نہ گھر کا ہوں نہ دنیا میں ہے کوئی میرا گھر
پوچھتے کیا ہو کہوں کیا آپ سے المختصر
میں ہوں اور ہے دشت گردی دوستو شام و سحر
عشق کے بن میں ہوا ہے آجکل میرا گذر
میری بازی آگئی مجنون کی باری ہو چکی

وصل کی شب میں بھی راحت میری قسمت میں کہاں
منتوں پر منتیں اپنے یہاں نہیں اور وہاں
کیا کہوں رات بھر گذری میری گریہ کناں
وہ سوال وصل پر دیتے نہ ہے بس جھڑکیان
بس اسی تکرار میں تو رات ساری ہو چکی

جب کہ آتا ہے نصیبے کا ستارا اوج پر
اس کو کہتے ہیں مقدر یہ نصیبا ہے مگر
اپنے بیگانے بھی ہو جاتے ہیں قصہ مختصر
ناز سے وہ بوسہ دیکر یوں کہے سن اے ظفر
اب تیری سرکار سے تنخواہ جاری ہو چکی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رباعیات

رباعی

بے سایہ گی نبی جو دل سے پوچھا
منظور تھا حق کو کہ نشانی رکھدے

کچھ سونچ کے کچھ ٹھہر کے یوں کہنے لگا
سایہ نے کر کہ ان کو غیر سایہ بھیجا

رباعی

کس منہ سے سناؤں بھلا اشعار درست
بگڑا ہوا ہو جب کہ خود ہی ٹیلیفون

سو شعر غلط ہیں تو ہیں دو چار درست
کیا خاک کہوں میں کہ نہیں تار درست

دیگر

ہیں سارے فنون سے تو یہی فن ذشوار
ہو جب کہ لیاقت کا گہن میں مہتاب

اور اس کا لیاقت پہ ہے سب دار و مدار
کیا خاک بھلا روشنی دینگے اشعار

رباعی

اے ماہ جبینو! یہ بناوٹ کب تک
آخر کو تو یک روز بگڑنا ہے ضرور

ہر بار یہ زلفوں کی سجاوٹ کب تک
دو روزہ یہ دنیا ہیں بناوٹ کب تک

رباعی

جس وقت سنانے لگوں پر لطف کلام

حیران و پریشان ہیں سخندان کئی تمام

از فضل خدا دونوں سے بیعت ہے مجھے	قادر کا میں خادم ہوں رفاعی کا غلام[1]

دیگر

یہ سارے کہاں اور مہاں فانی ہیں	یہ سارے مکیں اور مکاں فانی ہیں
قیوم کو ہی قیام ہمیشہ ہوگا	باقی یہ سب ہی اہل جہاں فانی ہیں

دیگر

سرشار تھا کل محفل رندان میں میں	مسرور تھا کل کوچۂ خوباں میں میں
آیا تو ترے پاس کچھ آیا ایسا	روپوش ہوں اب پردۂ عصیاں میں میں

دیگر

جس شخص کو چاہوں میں سخنداں کر دوں	بگڑوں جو اگر خاک میں پنہاں کر دوں
اشعار میں تک باقی ہے میرے وحشت	وہ شعر سناؤں کہ پریشاں کر دوں

دیگر

ہے فضل خدا تجھ پہ سخنور ہے تو	لے آج نصیبے کا سکندر ہے تو
ہوتا ہے یہ ارشاد شہ عبد قدیر[2] مدظلہ	اختر تو نہیں آج سے نیّر ہے تو

دیگر

ہے خوب تیرا خیال سبحان اللہ	طرفہ یہ باکمال ماشاء اللہ
کمسن ہے سخن کہتے ہیں اچھے اچھے	یہ عمر میں یہ خیال اللہ اللہ

[1] مرحوم نے اس مصرع میں داخل سلسلۂ طریقت قادریہ و رفاعیہ بتلایا ہے ۔۔ ۱۲ [2] مراد مولانا مولوی حاجی شاہ محمد عبد القدیر صاحب قادری بدایونی مدظلہ العالی

رباعی

زاہد ڈرتا ہے تیری قہاری سے
بے بہرہ ہے شانِ ستاری سے
اختر مجھے کیا خوف ہے بس روزِ جزا
بخشے گا مجھے وہ لاجِ غفاری سے

رباعی

آقا[1] مری بگڑی کے بنانے والے
جلوہ رخِ انور کا دکھانے والے
فرقت میں تری بسکہ ہے نیلیؔ بیتاب
اور روزِ جزا اسکے کام آنے والے

دیگر

منھ[1] پھیر کے بے رخی سے جانے والے
او آنکھ ملا کے دل چرانے والے
محتاج ہوں بس یک نگہہ مہر کا میں
اللہ سے نیلیؔ کو ملانے والے

دیگر

مُضطر کیا اس سیرِ گلستاں نی مجھے
بے چین کیا اس دلِ حیراں نی مجھے
کیوں آئے بھلا مجھ کو شبِ ہجر میں نیند
بے تاب کیا ہے یادِ جاناں نے مجھے

دیگر

پیدا کیا خلاق نے ناکار مجھے
پر کر دیا اس نفس نے ناچار مجھے
میں تودۂ عصیاں سے ہوں اتنا بھاری
لیجاتے ہیں مشکل ہے بہت چار مجھے

[1] ان دونوں رباعیات کا اشارہ حضرت شیخ المشائخ مولانا مولوی حافظ سید احمد صاحب رفاعی المدنی قبلہ مدظلہ العالی حسب کی طرف ہے

رباعی فارسی

از فضلِ خدا بندۂ داور ہستم
باشد چہ خطر مرا بروزِ محشر
من خادمِ آں شافعِ محشر ہستم
مداح من آں ساقیٔ کوثر ہستم

تمام شد

معزز ناظرین!

یہاں چند قطعات تاریخ طبع دیوان حضرت نیر مغفور جن کرمفرماؤں نے عنایت فرمایا ہے شکریہ کے ساتھ وہ طبع کئے گئے ہیں۔ حضرت نیر مرحوم کے فاتحہ سالانہ قریب ہونے سے مجھے دیوان کی طباعت میں عجلت تھی۔ اس لئے چند حضرات کے قطعات کا انتظار نہ کرسکا جس کا مجھے بے حد ملال ہے۔

مجھے سب سے آخر میں جناب مولانا وفی صاحب کے قطعات تاریخ معہ عنایت نامہ وصول ہوا جو اخلاقاً و بغرض دلچسپی ناظرین اکرام طبع کیا گیا ہے فقط

احقر ظفر
۱۳ شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ

قطعاتِ تاریخی

نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال ناظم بے مثال جناب عبد العلیم خان صاحب بیان دہلوی تلمیذ حضرت داغ دہلوی مرحوم

چھپوادیا نیرؔ کا کلام آج ظفرؔ نے	سچ یہ ہے کہ اس وقت میں کام کیا خوب
تعریفِ سخن اس سے زیادہ نہیں کوئی	بے ساختہ سنکر اسے سب کہتے ہیں کیا خوب
تاریخ کہی عیسوی اس طبع کی میں نے	دیکھو سخن نیّر مرحوم چھپا خوب
	۱۹۲۸ء

وله

سخنِ نیّرِ مرحوم چھپا	نام ہے جس کا ضیائے نیّر
طبع ہو کر ہوا محفوظ کلام	اب اسی سے ہے بقائے نیّر
سنِ منقوطہ کی تھی فکر بیان	حسبِ حکمِ رفقائے نیّر

طبع کے دل سے ملا روشن سال
ہے جہانتاب ضیائے نیّر
۱۳۴۷ھ

نتیجۂ فکر شاعر گوہر بار جادو گفتار جناب مرزا غلام حسین بیگ صاحب قادری المتخلص بہ سہیل حیدرآبادی

سخن پُر درد ہر مصرعہ سے ہے سوز نہاں پیدا	یہ آنسو ہے کسی عاشق کے چشمِ تر کا۔ کہہ دیجے
اگر کوئی سن فصلی سہیلؔ اس طبع کا پوچھے	چھپا دیوان رحیم اللہ خان نیّر کا۔ کہہ دیجے
	۱۳۳۸ ف

وله

ہو گیا آج طبع وہ دیوان	جس کا ہر ایک شعر بہتر ہے
رقم ہے اسمیں نعت پاکِ نبی	دیکھنے والوں پہ یہ اظہر ہے

سال ہجری کہا سُہیلؔ نے یوں
بزم آرا ضیائے نیرؔ ہے
۱۳۴۷

طبعزادہ سپہر مدح انسکہ مظفر الدین خان ظفر قادری الرفاعی نبیرہ رعد جنگ بخشی مرحوم و مغفور

یہ دیکھو ہے دیوان کیا ہی شگفتہ
ظفرؔ نے سنہ طبع کی فکر جب کی

ہاتف وناصر ۱۳۴۷

حقیقت میں بیشک ہے باغ مجالس
کہا دل نے فوراً چراغ مجالس
۱۳۳۸ ف

قطعہ

حق اُنہیں بخشے عجب انسان تھے
پاک طینت صاف باطن خوش مزاج
کچھ نہ دیکھی تھی جوانی کی بہار
آپ گئے دیوان کی تاریخ طبع

حضرت نیرؔ رحیم اللہ خان
کیا کہوں کیا کیا تھیں اُن میں خوبیاں
آگئی بس موت اُنکو ناگہاں
مجھ کو ہجری میں بھی لکھنی تھی عیاں

پس ظفرؔ آئی ندا یہ غیب سے
کھہ ۔ کلام نیرؔ خلد آشیاں
۱۳ ۴۷ ھ

نتیجۂ فکر ناظم شیریں مقال جناب محمد ظہور الدین احمد صاحب المتخلص محزون نبیرۂ حضرت مولانا مولوی محمد مقیم صاحب قادری

دل بلبل گئے لیئے خوب ہے پھولوں کی کلی
باد بدمست بھی خوش ہو کے گلستاں سے چلی

کہا دیوان کی تاریخ اب یہ محزوں نے
دکن میں چھپ گیا دیکھو اب - ارمغان وفی
۱۳۳۸ ف

نتیجۂ فکر - کانِ فصاحت جانِ بلاغت خاتم الشعراء عالیجناب مولانا ابو محمد سید عبدالواحد صاحب المتخلص وفی حیدرآبادی حسب ذیل معہ خط طبع کیا گیا

مکرمی تسلیم - حسب وعدہ دو قطعات تاریخ طبع دیوان حضرت نیر مغفور بوجہ اُنس و خلوص مرحوم بہت قلیل وقت میں عرض کر کے روانہ کر رہا ہوں - امید کہ میرے قطعات بھی طبع فرما کر ممنون فرمائیں

الٰہی تجھ سے اپنی التجا ہے -
بسانِ برق چمکے نام یارب
شب فرقت چھپا لیتی ہے صورت
میری آہیں چلی آتی ہیں واپس
وہ ڈوبا ہائے خورشید قیامت
اے وفی کہدے طبع کی تاریخ

بنادے خُلد میں ایوان نیّر
رہے سات آسماں پر شان نیّر
نظر آتا ہے جب دامان نیّر
شفق بھی بن گئی دربان نیّر
چلی ہے ڈھونڈتے ارمان نیّر
ہے دامن فیض کا دیوان نیّر
۱۳۴۷ ھ

قطعہ

بخشدے اسکو اے خدائے کریم
آئی ہاتف سے یہ صدا اے وفی

نام جس کا ہے رحیم اللہ خان
خوب نیّر کا چھپ گیا دیوان
۱۳۴۷ ھ

تمت بالخیر

صحت نامہ دیوان ہذا

براہ کرم قبل از ملاحظہ جلد کی صحت فرما لیجئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
الف	۷	پیدا کیا	پیدا کی	۱۵	۶	مذہہم	مذہبم
ب	۵	قادری قبلہ	قبلہ قادری	۱۸	۱۲	اپ	آپ
ب	۹	بروز دوشنبہ	بروز یکشنبہ	۱۸	غزل (۴)	بنون و قافیہ	قافیہ بنون غنہ
ج	۵	بہن بہنوی	بہن و بہنوی	۱۹	رر	نقش	نعش
ح	۳	عالیجناب	عالمتاب	۲۱	۶	ان	اون
س	۱	اپنی عمر	آپ اپنی عمر	۲۶	۱۹	اہ	آہ
ر	۸	تمام محفل	کہ تمام محفل	۲۹	۱۷	جو	خور
[illegible]	۸	ہنس پڑتی کہ	ہنس پڑتی	۲۹ ۲۹	۱۵ ۲۱	جنون رسار	مجنون رخسار
[illegible]	۱۶	۶ مہ رمضان	۶ ماہ رمضان	۳۰ ۳۰	۱۳ ۲۱	اُس مجھے	اوس گلے
[illegible]	۱۰	در وفات	وفات	۳۱	۹	نہیں	ہیں
۱	۱۵	بارب	یارب	۳۱	۱۹	جو	جو وہ
۳	۱	دیگر	(۴) دیگر (۶)	۳۲ ۳۲	۵ ۱۳	شب کی	تب میں
۳	۸	دریہ	دریہ	۳۴	۱۶	ہے اور	ہے
۴	۳ ۸	اٹھو ان	ہائے اون	۳۵	۱۲	فنا	فدا
۶	۵	میرما	سرپا	۳۵	حاشیہ	جان نکل آخر	جان آخر
۷	۳	(۱۲) (۵)	(۱۲) دیگر (۵)	۳۵	۱۹	ل ادرن	نادان
۷	۱۰	گرہ	مطلع	۳۷	۵	آزو	آرزو
۸	۹	خون	خود	۳۹	۲۰	کیا	وہ
۹	۸	مجھے	مجھسے	۴۱	۴	متانے	مستانے
۱۰	۲	مہ چبین	مہ جبین	۴۱	۱۳	عدہ	عدو
۱۲ ۱۴	۵ رر	نشار حلوہ	نثار جلوہ	۰	۰	۰	۰

۷۸۶

اطلاع

کتاب ہذا کے جملہ حقوق رجسٹری کاپی رائٹ حق تصنیف و تالیف
حضرت عمومی مولانا مولوی سید سردار علی صاحب قبلہ ساغر قادری الرفاعی
اور سید ارشد اللہ کو حاصل ہے کوئی صاحب جزاً یا کلاً بغیر اجازت
صاحب موصوف بامید نفع قلیل طبع فرما کر نقصان کثیر کی زحمت
نہ اوٹھائیں

المعلن

احقر العباد حکیم سید مظفر الدین خان
قادری الرفاعی ظفر نبیرہ
رعد جنگ بہادر
بخشی